به عون صانع مکین و مکان فضل خداوند زمین و آسمان

مثنوی نادر مضامین محتوی بر مطالب اهل تصوف ارباب اذعان و یقین مسمی

مثنوی تحفة العاشقین

از انکشاف طبع روشن صاحب کرامات حضرت محمد عبد الصمد معروف به شاه رنستان مغفور

در مطبع نامی منشی نولکشور به طبع مزین مقبول جهان شد

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد نامحدود و درود نامعدود معبودی را سزاست که جان عارفان را گلزار عرفان ساخت و
شجرهٔ طیبهٔ شریعت و طریقت را بمودای اصلها فی الارض و فرعها فی السماء سر باوج کمال افراخت
دردمندانش بترنم این رباعی پرداخته رباعی عشقیست که آن مغز دل و جان منست * برگ من عیش و سامان منست
رمزیکه توانم ز ثنایش گفتن * اینست که در دهن زبان منست * و روح عاشقانش باین ترانه در ساخته رباعی
ای جاه و جلال کبریا میخواهیم * ذره ز تو هیچ دوا نخواهیم * هر کس ز در تو مطلبی میخواهد * ما خسته دلان ترا ز تو میخواهیم
جمال ... هر ذره جلوهٔ دیگرست * و نور ذاتش سا همه اشیا مظهر بلبیت ناقص و کامل مبین اندر جهان مظهرش
در هر گل همشود * و تحیات وافیات و صلوة زاکیات محمودی را که ذات کامل الصفاتش نور الانوار است و
بهترین مظاهر پروردگار سینهٔ پاکان از تربیت هدایتش معدن نور آگهی و دل سالکان بتایید ارشادش مخزن اسرار
کماهی و رحمت فزون حضرت ایزد سبحان بر آل و اصحاب عالی شانش که پروانهٔ جمال با کمال ویند و متادب بآداب
خصال و اما بعد میگوید بیت برلوار زاویهٔ خمول ضراعت و خاکساری مجمع نقصهای بعید و عد محمد عبد الصمد
عفا عنه الاحد که من شکسته بال گرفته حال مدید روزهای بعید بمقتضای این بیت شوهم پروانه تا سوختن
آموزی * با سوختگان نشین شاید که تو هم سوزی * پروانهٔ شمع دلان سوخته دادی طلب حاصلان بعدم

دمیدم سینه بریان و دیده گریان در صحراے طلب پویان و صحبت کیمیا خاصیت صاحبدلان یابان ند دل ازین
کار صبرے نه از سماے فیض صاحبدلے بارشی برے تا اینکه بگوش دلم خبر رسید که مطلوب تو حاصل نتواند شد
الا از افادات و افاضات رہنماے سالکین قدوة العارفین مخزن اسرار کماہی مطلع انوار الٰہی ہادی منازل
طریقت بدرقه مراحل حقیقت شاهباز اوج تجرید عنقاے قاف تفرید برگزیده اہل دل الہام رہروان بستر ازل
سر حلقه عاشقان دلفگار حضرت شاه نامدار که اکسیر صاحبدلان یگی اضطراب اندوز رونق بخش سرزمین ...
شنیدن این خبر شوق از عالم رنگے دگر دستوم بیشتر گردید و دلم بر عزم جازم شد در رغبات شوق باین قطعه

ستم قطعه	آتش عشق گو که از اثرش	عقل آتش بدفتر اندازد	گو عقاب جنون کجی از مش
مرغ ادراک شهپر اندازد	مستی شور گو که نعره سن	واعظان را ز منبر اندازد	دلم از زهد در گذشت کنون
طرح طور قلندر اندازد	عمرے گو که داد روح دهد	شهر نفس ستمگر اندازد	لشکر آراست نفس کافر کیش
نابستکل تکاور اندازد	گو علی تا نقل این کفل	شور الله اکبر اندازد	مستی عشق گو که از اثرش
عقل دستار از سر اندازد	یارب آن شاه نامدار کجاست	که وش جان به پیکر اندازد	نفسے گر به جسم مرده زند
نعره اش قصر قیصر اندازد	نعره هو اگر زند در دل	گنبد چرخ اخضر اندازد	وقت آن شد که از کرم نظرے
بر دل و جان مضطر اندازد	وقت آن شد که بدل ...	نفس روح پرور اندازد	واصعت این ازو که در قد
تحفه لیس محقر اندازد	یعنی این سنگدست دریا پیش	از تهی مایگی سر اندازد	در راه آن مطلوب عاشقان

دویدم و از حصول خدمت سعادت آیتش بمقصود دل رسیدم از انجا که طبع من بر شیوه از خود رمیدگان
ستانه و متوحش از خویش و بیگانه بود از صحبت خلق تجرد دانه یار و اغیار تفرد می جستم تعلیم و ارشاد را با من
کارے و اندیشه اخذ بیعت را در دلم بارے نبود آنجناب توجے از وجوه در دلم ریختند که به تعلیم
انچه در تست چراے کوشی و از طالبان صداقت کیش ارادت اندیش چشم التفات چرامی پوشی
در اشاعت این امر بجد باش و بر فیض مبدا فیاض معتمد بمقتضاے وجوب اطاعت امر خود را
بکار اہل ارادت مصروف ساختم و طور قلندری و شیوه آزادی بر انداختم و خواستم که براے
یاران و محبان چیزے از آداب طریقت بزبان آرم و بطرز مثنوی بیان نمایم و به تبیین انچه از
ضروریات ست گرایم تا دوستان را یادگار و اہل شوق را معین و دستیار باشد و این مثنوے را
تحفة العاشقین نام نهادم و براے قبول دست دعا کشادم امید که صاحبدلان معنے بین
و بزرگان کرم آئین چشم بر الفاظ و قوافی نه کشایند و نظر عنایت مظهر معنے نمایند یا الله التوفیق

تمہید یا ازمة التحقیق

آغاز مثنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دستگیری کیجیو میرے خدا
تا کوئی دم ہو نہ میں تجھ سے جدا

دمبدم ہوتا رہوں تجھپر فدا
آرزو تجھ سے یہی ہے ای خدا

ہو زبان پر ذکر دل میں ہو حضور
ماسوا تیرے یہ دل ہو سب سے دور

بے حضور دل نہ لوں میں تیرا نام
جبکہ لوں میں ہوں حضور دل تمام

ہر گھڑی ہر لحظہ ہو تیرا حضور
بے جہت بے کیف مجھکو ای غفور

التجا کس سے کروں تیرے سوا
کون بر لاویگا میرا مدعا

نور وحدت کر مجھپر آشکار
بس یہی ہے مدعا پروردگار

یہ دعا عاجز کی ہے کیجیو قبول
از برائے آل و اصحاب رسول

بیان وحدت و گفتن انا در ولولۂ اول سالک

ماسوا تیرے ہیں سب فانی خیال
یاں تلک ہستی کا رہنا ہو محال

معرفت کا جوش ہو منھ کو آ
پر نہ نکلے لفظ انا کا زینہار

جسپر ظاہر راز کا ہو ای عزیز
پھر کہاں اثبات کا اسکو تمیز

بیشک اظہار یکی بھی ہے دوئی
مدعی یاں پر نہیں ہوتا کوئی

لاو الا سے بھی ہے نزدیک تر
پر نہیں تجکو خبر ای بیخبر

جسنے کی گفتار اسمیں ای حبیب
وہ ہوا دونوں جہاں سے بے نصیب

کیونکہ ہے یہ خود پسندی ہوش کی
یہ نہیں ہے بات انکے جوش کی

گر نہیں ہے وہم ہستی ای پسر
پھر انا سے کیا وہ لوٹے بیخبر

جسکو ہو کچھ وہم ہستی کا گمان
وہ نہیں جا رفتہ ہے ہرگز ای جوان

بلکہ اسمیں وہم ہے شرک خدا
عین جاتا وہم سے ہو کر جدا

وہم ہستی کا ہے بس ایسا حجاب
پر نہ ٹوٹے دار میں عالی جناب

مولوی نے بلکہ اسمیں یوں لکھا
راز مخفی کُل دیا سبکو بتا

وہم کی کیا بات ہے ای بیخبر
مولوی کے قول پر کر تک نظر

جملہ معشوق است عاشق پردہ
زندہ معشوق است عاشق مردہ

چاہیے کرنا تجھے یاں پر سکوت
یہ حدیث مصطفے سے ہے ثبوت

حدیث شریف مَن سَکَتَ سَلِمَ وَمَن سَلِمَ نَجا

مَن سکت کو دل سے پڑھ لو ای عزیز
تجکو تا رمز خفی پر ہو تمیز

یعنے جسنے بند کی اپنی زبان
پا گیا اندھونکے ہاتھوں سے امان

دیکھیے کیا فرماتے ہیں عالیجناب
یعنے حضرت مصطفے ہیں فیضیاب

حدیث شریف کَلِّمُوا النَّاسَ بِمَا یَعرِفُونَ دَعُوا مَا یُنکِرُونَ اَتُرِیدُونَ اَن یُکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ

قول اُسکی عقل پر کر ای جوان
تا نہو وہ راز حق سے بدگمان

دوسرا فرمان سُن اُس پاک کا
مرتبہ ہے جسکے باعث خاک کا

حدیث شریف مَن عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ

جسپہ کھل جاتا ہے راز حق نہاں
بند ہو جاتی ہے اُسکی بس زبان

یعنے جسپر راز حق کا ہو حضور
گفتگو سے وہ بشر از بس ہے دور

یاد رکھ اس بات کو ای جان من
خامشی اسجا ہے گویا سخن

یوں کہو ہاتھوں کو اپنے تم اٹھا
ماسوا اپنے تو ہووے سب مٹا

سر بسر ہر شے میں دیکھو ان نور او
دیکھ اسکو خستہ ہوں مثل طور
نیست کر تیر رو برو ہوں اسقدر
جیسے پیش شمس ہوتا ہی قمر

بس زیادہ تو نہ کیجو کچھ کلام
نیست تو باقی خدا ہو والسلام
بھید یہ ہی فہم انسانی سے دور
چاہیے خاموش ہمناز بشنود

دیکھ فرماتے ہیں اب اہلے علوم
مثنوی میں یعنی مولانا ے روم
علم حق در علم صوفی گم شود
این سخن کے باور مردم شود

راز حق کا گر ہی طالب ای پسر
نیست کر ہستی کو جب ہو باخبر

در بیان انتشارہ دل از وسوسہ شیطان و باز داشتن ازو

غیر کا دلمیں نہ آنے دے خیال
تا کہ ہووے نفس کافر پائمال
غیرت ہی سدا انوار خدا
دور کر اسکو شتاب ای باصفا

یاد رکھ اس بات کو ای ہوشیار
جبتلک ہی غیر کب ہو وصل یار
یہ ہی کافر بلکہ اکفر ذلشعور
روز و شب رکھتا ہی تو جسکو ودود

دیکھ فرماتے ہیں یون اہل عمل
نفس نے ڈالا ہی دلمیں کیا خلل
کاٹ سکے ہرگز نہ زادی یا درم
تا نہ کر دے کشتہ نفس کافرم

کاٹ سکے ہرگز نہووے نام سی
تا نہووے جنبش و آرام میں
یون کرو ہر وقت حق سے یہ دعا
تا کہ حاصل دل کا ہووے مدعا

نفس شیطان نے کیا ہمکو اسیر
تو چھڑا ہمکو ہمارے دستگیر
سخت تر دشمن ہی شیطان لعین
مکر سے ہم اسکے واقف کچھ نہیں

جسکو ہم جانیں کہ ہی بیشک بلا
اسمیں گرتا ہی ہمیں پھر مبتلا
یہ ہوا ہی انبیا سے دو بدو
کیا بھلا پھر ہم ہیں اسکے روبرو

دام سے اسکے نہیں کوئی بچا
ہوے گروہ لاکھ دانا پر پھنسا
کیونکہ ہین سنگے مکر شیطان کے دقیق
کب بچیں جبتک نہووے تو رفیق

کر تو آگاہ اس سے ہمکو ای کریم
تا سمجھ لیں مکر شیطان رجیم
گر کریں نیکی تو بد دیوے ملا
یا کرے کچھ بد تو کر دیوے بھلا

جسکا دشمن سخت ایسا ہو لعین
ماسوا تیرے پناہ اسکو نہیں
یا الٰہ العالمین بہر رسول
اس دعا کو کیجیو میری قبول

گنج وحدت کا یہ مانع ہی لعین
سد رکھا ہی یہی چشم لعین
خودنمائی سے یہ پُر ہی بد گہر
ماسوا اپنے نہیں کرتا نظر

اس سبب سے نور وحدت ہی چھپا
ورنہ دیکھو تو وہی ہی جابجا
کونسا دل ہی کہ جسمین وہ نہیں
یہ نہیں ہی چشم تیری نور بین

غور سے اس قول پر کر تو نظر
مولوی فرماتے ہیں کیا باثر
آنچہ تو گم کردہ رہ گم کردہ
ہست اندر تو تو خود را بجو

در بیان آیت نحن اقرب

پاسبانی دل کی کر تو اسقدر
ماسوا حق کے نہ آوے کچھ نظر
غرق بحر وحدت ایسا ہو عزیز
تا نہو پھر این و آن کی کچھ تمیز

عارفان حق کی یہ ہی گفتگو
جبتلک تو ہی نہیں ہی نور ہو
اسکو کہتے معرفت میں عارفان
وہ عیان ہو تو نہان ہو ایجوان

سن یہ فرماتے ہیں شاہ بوعلی
محرم راز خفی و ہم جلی
تا توئی کے یار گردد یار تو
چون نباشد یار باشد یار تو

جبتلک تو ہی نشان اسکا کہان
نیست کر ہستی کو تو پاوے نشان
گر تو پروانہ کی ہمت پر نظر
واصل جانان ہی جلکر سربسر

ہی یہ پردہ تجھ سے ای محبوب من
دور کر خود کو تو دیکھے ذوالمنن
وہ تو ہو نزدیک تو ہی اوس سے دور
یہ عجب ہی حال تیرا بے شعور

کیون پڑا ہی دور ہو نزدیک تو
دل میں اسکی گر ذرا تو جستجو
گرچہ ڈھونڈے عرش سے لے تا زمین
راہ حق دل کے سوا پاوے نہیں

کیونکہ رہ اسکی ہی دل میں آشکار
دیکھ تو دلمیں ذرا ای ہوشیار
دیکھ لے کیا لکھتے ہیں مولوی
واقف اسرار ہر رمز خفی

ای کمان از تیرہا پر ساختہ	صید نزدیکست دور انداختہ

قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید

نحن اقرب کو نہیں سمجھا مگر	اسلیے اس بھید سے ہے بے خبر	عقل ظاہر بین گئی کر تو دل سے دور	دیکھ تو پھر ہر طرف اسکا ظہور
عقل جزوی عقل ظاہر ہے جوان	عقل کلی عقل باطل بیگمان	عقل کلی تھی نبی میں بس تمام	دیکھ فرماتے ہیں کیا خیر الانام

در بیان حدیث قدسی سمعہ الذی یسمع بہ

بعد فرض و واجب ای والا مقام	نفس پر جو لوگ کرتے ہیں دوام

حدیث قدسی ما تقرب الیّ عبدی بشیء احب الیّ مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شیء انا فاعلہ کترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد لہ منہ رواہ البخاری

حق نے فرمایا کہ اسکے دست و پا	کان اور چشم و زبان ہوں مبتلا	یہ پھر دو معنے لفظ حدیث	کچھ نہیں تاویل اسمیں کر حدیث
یہ حدیث مصطفی ہے تیغ لا	نیست کرتی ہے دوئی کو ای فتا	یوں لکھا خاصان حق اسکا حال	فہم کر دل میں نہ کر کچھ قیل و قال
بحر وحدت میں کہ جو ہیں جوان	یہ وہ لا ہے در وحدت بیگمان	لام میں جیسے الف ای بے خبر	اسطرح کثرت میں وحدت سربسر
یعنی کثرت نیست ہے وحدت تمام	بے الف جیسے نہیں ہوتا ہے لا	لام لا الا الف ہے ای جوان	لا ہے کثرت وحدت الا بیگمان
لا فنا الا بقا ای رشتہ غم	ہو کے لا پھر دیکھ جانا سو بسو	پھر الا ہے لا ای بے خبر	تو بھی اسکو دیکھ الا سربسر
عین کثرت میں ہے وحدت یوں نہاں	جسطرح ہوتی ہے گلمیں بو نہاں	بس ضمیر لا ہے لا معبود غیر	ہو کے حق بین تیغ لا کر دل کی سیر
اسکے قائل مشرکین ای مرد دین	ہیں مقر الا کے مومن بالیقین	اسلیے واقع ہوا لا ای پسر	تا کہ ہو وے کفر انسے دور تر
لا کو الا جانتے وہ بے نصیب	یہ تھا باعث کفر کا انکے حبیب	یعنی الا کو کیا لا سے نہاں	اسقدر تھے محو لا وہ بدگمان
جو کہے الا کو لا ای بے خبر	وہ ہے کافر دین حق میں سربسر	جو کریں الا سے لا کو بس نہاں	وہ ہیں فنا ذات حق کے قائل بیگمان
انکی ضد میں جو ہوا کافر ہوا	انکی ضد میں مومن ظاہر ہوا	فرق حال کافر و مغفور کا	ہے یہی فرعون اور منصور کا
تھا انا فرعون سے لا کا بقا	تھا انا منصور سے لا کا فنا	دیکھ فرماتے ہیں مولانا یہ راز	یعنی حضرت مولوی باکمال
گفت فرعونی انا الحق گشت پست	گفت منصوری انا الحق و برست	این انا را رحمت اللہ ای محب	وان انا را لعنة اللہ در عقب
زانکہ او سنگ سیہ بود این عقیق	آن عدوی نور بود این عشیق	این انا گفتہ ز خود آزاد شد	وان انا گفتہ ز خود برباد شد
جیسے ہیں مشرکین لا انہماک	ویسے نزد عارفان الا عیان	جیسے نزد مشرکین لا ہے عیان	ویسے نزد عارفان الا ہے نہان
لا کو لا جانیں ہیں مومن بے فنا	لیکن الا سے ہوا لا کا فنا	یعنی الا کا ہے ابتر یہ اثر	غیر الا ہے نہیں انکو خبر

مولوی نے کیا تاسف سے لکھا	سنگ گر تجھ ہو شق تو ہی بجا	از چہ مہجوری و دوری ای فلان	آہ از دست تو دارم صد فغان
سنگ سے بھی ہی ترا دل سخت تر	پھر بھلا ہو تجھکو کیا پتھر اثر	چشم باطن مین نہین ہے تیرے نور	پھر بھلا ہو کسطرح تجھکو حضور

دربیان درست کردن دل بموجب حدیث

دل کو گر آراستہ ای مرد دین	ماسوا اسکے نہین راہ متین	جو عمل ہے دل سے بس بہتر گروہ	گر نہین لسے تو بس ابتر ہے وہ
	گر نہین دل پر ترے دین کا اثر	کیسے ہون اعمال ظاہر معتبر	

حدیث شریف ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم

یون ہوا فرمان حق ای ہوشمند	ماسوا دل کے نہین ہمکو پسند	جو عمل دل سے نہین بس ہے تکلف	لکھ گئے ہین اسپہ یا نہین سب سلف

حدیث شریف ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب

بلکہ فرمایا نبی نے ای دغل	جسکے دل مین ہی خلل سب مین خلل	دیکھ فرماتے ہین مولانا ے دین	مومنون کو جس سے تہا ہے یقین
ما برون را ننگریم و قال را	ما درون را بنگریم و حال را	دل نہین جبتک ترا ہا صفا	سب عبادت ہے تری بس نا روا
صاف دل کہتے ہین اسکو باکمال	ماسوا حق کے نہو جسمین خیال	یعنے جو کچھ ہو وہ ہو بہر خدا	غیر سے دلمین نہو جون مرا
پھر کرین جو کچھ کہ وہ سب ہی درست	عشق حق سے وہ ہوا چالاک و چست	ہر عبادت مین ہو پھر رنگ دگر	رنگ وہ عالم ہے جس سے بیخبر

دربیان ترجیح نماز اہل باطن بر نماز اہل ظاہر

انکی دو رکعت ہون تیری صد ہزار	بلکہ بہتر اس سے بھی ای نابکار	کیونکہ تو ہے اسم خوان وہ بصیر	وہ ہین بینا ے مسمی پر بصیر
اُنسے کیا نسبت ہے تجکو ای ذلیل	تو انیس نفس وہ حق کے خلیل	تیرا ہمدم نفس و شیطان لعین	انکا ہمدم نور وحدت بالیقین
اُنکا سونا تیری بیداری سے پر	روز و شب کا فرق ہے باہم دگر	گرسنہ ہو وہ تو ہون جبریل وار	ہو اگر تو مثل سگ ہو بد شعار
گر ہون آسودہ تو ہون شاغل رب	ہو اگر تو سنگ ہو ای بے ادب	ہین بہ ہر شکل لیکن وہ عزیز	بے ادب اس سے ہوا تو بے تمیز
لاکھون کافر پیشتر اس سے ہوے	انبیا کو آپ سا جانا کیے	انبیا اور اولیا کو ای پسر	کہتے تھے مجنون وہ ساحر بتر
دیکھ کر یہ انبیا کا معجزا	کہتے تھے یہ سحر ہے سب برملا	ہو کرامت جب ولی سے ای عزیز	سحر سب جانا کیے یہ بے تمیز
عشق حق سے منتشر ہو جسکا حال	یہ کہین مجنون اُسکو بدخصال	راست فرماتے ہین وہ عالیجناب	یعنے حضرت مولوی ای فیضیاب
اشقیا را دیدۂ بینا نبود	دید شان در رنگ بد یکسان نمود	ہمسری انبیا سے یہ تباہ	ہو گئے درگاہ حق سے رو سیاہ
آب و خور پر اُنکے تہا انکو خیال	بالباس ظاہری پر فر جمال	یعنے جیسے وہ ہین ویسے ہم ہین سب	پھر کہا اسنے آیا اُنپر فضل رب
مغز باطن پر نہ کی اُنکے نظر	مثل سگ کے استخوان پر کی گذر	یہ نہ سمجھے دل مین اپنے بے بصر	علم باطن سے نہین ہمکو خبر
	کیونکہ علم غیب ہے علم خدا	غیر کو ہوتا نہین ہرگز روا	

قولہ تعالی فضلنا بعضکم علی بعض

لفظ فضلنا سے غافل لعین — ہوگئے افضال حق سے بے یقین
باوجود اسکے شقی و مرتدین — مثل اپنے انکو جانین بالیقین
دیکھ کیا لکھتے ہین وہ عالیمقام — یعنے حضرت مولوی نیکنام
یعنے صورت مین ہون مثل ہم مگر — فرق ہی اخلاق مین لیکن بسیر

عقل کے نزدیک بھی ای ذی خصال — کل کا ہونا ایکسا بس ہی محال
مثل اپنے جو انھین جانے جوان — یہ شقاوت کا نشان ہی بیگمان
کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نبشتن شیر شیر
تیرے جو حسنات ہین ہی بے اک — سئیات انکے ہین بیشک بیکجب

قولہ تعالیٰ فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات

یعنے ظالم مقتصد تم ای پسر — سابق الخیرات وہ ہین سر بسر
ہی شرف انسان کو از علم ادب — بے ادب ہونے سے تیرہ و بال
بے ادب ہوتے ہین کب عالی نصیب — یعنے غالب نفس پر باکمال

حدیث شریف ظنوا المؤمنین خیرا

کیا نہین ہی یہ حدیث مصطفا — ظن مومن کا ہو مومن سے جدا
دوستی سے انکی جنت ہو نصیب — نفس نے لیکن کیا انکو خراب
دشمنی سے انکی دوزخ ہو نصیب — حشر مین دیکھوگے تم اسکا عذاب

حدیث قدسی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب

یون ہوا فرمان حق ای خوبرو — جو ہوا انکے وہ مجھ سے زشت خو

حدیث شریف حب الفقراء مفتاح الجنۃ

دوستی انکی ہی جنت کی کلید — یہ حدیث مصطفے ہی ای سعید
بے ادب پر فضل حق ہوتا نہین — یاد رکھ اس بات کو ای مرد دین
کیا لکھا ہی مولوی نے وعظ و پند — بے ادب کے حق مین اسکی ہو سند
از خدا جوئیم توفیق ادب — بے ادب محروم گشت از فضل رب
اب بیان کر فرق ان دونکا تو — بے ادب اور باادب کا ہو بہو
کیونکہ وہ ہی بے ادب اسکے سبب — جانتا ہی مین بھی یہ کرتا ہون سب
یہ نہ سمجھے بے ادب وہ بے بصر — کام وہ برہم نہین ہیچ لیسے بشر
لیکہ کھاوے تو مرض لعین ای پسر — سم قاتل تجکو ہو ای بے خبر
تخم ہو برباد محنت رائگان — پھر شجر کا ذکر کیا ای نیکدان

ہمنشین ہو ایکدم گر باادب — دیکھ کیا ہوتا ہی تجپر فضل رب
بے ادب تنہا نہو وے بے ادب — باز رکھے خلق کو از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ختم کر عاجز ادب کی گفتگو — بے ادب سنتا ہی کب ای نیک خو
فعل دونون ایک سے ہین مدام — فرق اسمین سے نکال ای نیکنام
یعنے یہ جو دین کا کرتے ہین کام — مین بھی کرتا ہون ادا اسکو تمام
یعنے جیسے ہی مرغن یہ طعام — کھانے سے جسکے ہو قوت بس تمام
بلکہ جیسے تخم ہو اچھا بھلا — پر زمین سخت مین بووے فتا
بس زمین دل ہی تیری سخت تر — دیکھ فرماتا ہی حق ای بیخبر

قولہ تعالیٰ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہر وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ

وما اللہ بغافل عما تعملون

یعنے پتھر سے زیادہ سخت ہی — دل جو تیرا دیکھ یہ بدبخت ہی

یعنے بہتی نہرین ہین اس سے مدام	تو بھی گر چشم ترا ہی نیکنام	شق ہو کر آب ہو انسے روان	خوف حق سے ہو کر گریہ بیگمان
سیج بنا ہوتا ہی کچھ دلبر اثر	نام حق سنتا ہی جب اے بیخبر	دیکھ تو گرتے ہین یہ کوہ عظیم	تو نہین گرتا ہی کیون مرد سلیم
کیونکہ وہ ہی خوف واحد پر اثر	پر نہین تجھپر اثر کیون بیخبر	خوف حق مین کچھ نہین ہر گز قصور	لیک تیرے لیس ہی اے بے شعور
سخت دل تیرا ہی یعنے کالحجر	پھر بھلا ہو کسطرح تجھپر اثر	دیکھ فرماتے ہین یہ حضرت رسول	گوش دل سے سن ذرا اے بوالفضول

حدیث شریف وعن ابی عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فان کثرة الکلام بغیر ذکر اللہ قسوة للقلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی

قلب مین جسکے قساوت ہو بسیر	وہ خدا سے دور از بس دور تر	قلب قاسی توڑ اے مرد خدا	نور وحدت دیکھ تو پھر جابجا
جبتلک قسوت ہی تجھمین اے جوان	گنج وحدت کا ہو تجھپر عیان	مولوی کی یہ ہدایت اے پسر	سنکے اسکو کر عمل اے بیخبر
صورت سرکش گزاران کن رنج	تا بہ بینی زیر او حدت چو گنج	فرق تجھمین اور انمین ہی عظیم	تو ہی با قسوت وہ ہین مرد سلیم
ایک تو ہی چشم دل سے بے بصر	نور دل انکے سے تو ہی بیخبر	صاف دل روشن وہ ہین با آب و تاب	نور ایمان سے ہین گویا آفتاب
یعنے روشن دین ہی انسے اے جوان	لیک وہ ہین چشم تیر سے نہان	ہو رہین کی جسقدر ناپاک خاک	شمس کے پرتو سے ہو جاتی ہی پاک
آفتاب آسمان سے اے پسر	آفتاب معرفت ہی تیز تر	اس سے جلتی ہی نجاست ظاہری	اس سے خبث باطنی اے متقی
وہ کرے ہی نور ظلمات زمین	یہ منور دل کرے اے نازنین	اسکا پرتو گر تو لے اے زشت خو	دین کا تو بھی ہو پھر اک ماہرو
لیک تو خفاش ہی اے بد شعار	آفتاب معرفت سے تجکو عار	یعنے باطن کی نجاست ہی تمام	اسکے پرتو سے جلے اے نیکنام
جانتا ہی کون ہی وہ آفتاب	جسکی یہ ہی گفتگو عالی جناب	دیکھ وہ ہی نور حق اور تو زمین	یعنے وہ ہی رحمة للعالمین
فیض اسکا خاص ہی اک عام ہی	فرق اسمین ہی مثل صبح و شام ہی	عام سے حاصل نجات نار ہی	خاص سے حاصل وصال یار ہی
عام کے حاصل ہی عالم ظاہری	خاص کے ارباب باطن ہی زکی	جو کہ دونون وصف سے موصوف ہو	عام راسخ و رتبہ معروف ہو
	عام کو چاہیے تو پڑھ لیوے کتاب	خاص گر چاہے وسیلے سے نجات	

در بیان آیت وابتغوا الیہ الوسیلة

قولہ تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

وابتغوا ہی حکم رب اے بیخبر	کیون ہی غافل اس سے تو عالی گہر	جسقدر گذرے ہین دنیا مین با خدا	تھے وسیلے سے جدا کوئی سنا
	کیونکہ بے اسکے نہین حصول [illegible]	گرچہ ظاہر ہو مگر باطن مین سست	

حدیث شریف انما الاعمال بالنیات

ظاہری ہے حق نہین کرتا نظر	لیک نیت پر کرے اے بیخبر	اسلیے ہی واسطہ تجکو ضرور	تا کہ ہووے ہر عبادت مین حضور
ابحقیقت واسطے کی سن جوان	تا کہ اسکا بھید ہو تجھپر عیان	یعنے رکھو تو واسطہ اس سے پسر	عشق حق سے ہو جلا ہو سر بسر

زاہدونکے قال پر مت کر نظر
گر نہیں تو اسکے لائق ای پسر
یعنی ایسا ہو کہ ہو آتش پذیر
شہ مس حدت سے ہو جسکو واسطہ
منتقل کرنے پہ قادر ہو مگر
دل مین پہر کر دو شعاع آفتاب

اور باطن کو تو حاصل کر پسر
واسطے سے کچھ نہو تجہپر اثر
جب لقب قابل فیض کے ہوئی فقیر
کر چکا حاصل ہوا اس سے رابطہ
شعلہ زن ہو غیر پر تا سر بسر
ڈالے تل دل پر ترے با التہاب
پیر کی نسبت کا جب ہو یہ اثر

ہم تو لائق واسطہ کرای جوان
بیشتر ہو صاف دل اہم ای فرزند من
بعد اسکے پیر کی کر جستجو
یعنی جب چاہے شعاع آفتاب
جب ملے ایسا تجھے کوئی بشر
یعنی دل پر جب پڑے وہ تل پسر
رابطہ رکھ پیر سے ای ذی بسر

جلد ہو وے فائدہ پہر بیگمان
مثل پنبہ کے سبک ہو بالیقین
مثل شیشہ دل ہو جسکا ہو بہو
اور حرارت کرے دل مین اکتساب
پنبۂ دل کو تو اسکے نذر کر
تو جلے پہر مثل پنبہ سر بسر

دربیان آیت کونوا مع الصادقین

قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

لفظ کو تو دیکھ لے قرآن مین

حق نے فرمایا ہی انکی شان مین
رابطہ کیا ہی یہ عینک ہی پسر

کثرت و قلت نہو لیکن ذرا
نور وحدت صاف آتا ہی نظر

ذہن مین ناقص ہین دونون ای فنا

قولہ تعالیٰ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لفظ فی خلق ایسا کہتا ہی حق
مانع وسواس سے یہ رابطہ
منع کشند نفس را جز ظل پیر
ہی غذا یہ جان و دل کی ای پسر
وہ غذا ہو خنجر و تلوار سے
ظاہری سامان ہیں ظاہر سین

عالم راسخ سے پڑھ اسکا سبق
ماسوا حق کے نہ دے یہ راستہ
دامن آن نفس کش را سخت گیر
وہ غذا ہی مال و تن سے سر بسر
یہ غذا ہو دست بے ہتھیار سے
باطنی کا باطنی ای مرد دین

رابطہ کیا ہی دوا ہی ای پسر
دیکھ فرماتے ہین کیا وہ پاکباز
ہی غذا یہ باطنی کی ای امام
یہ غذا فی الوحدت ہی ای مرد دین
دو غذا ہو بر زمین بر نشان
علم اسکا اور ہی ای بے خبر

دے شفا دل کے مرض کو یہ مگر
یعنی حضرت مولوی اہل راز
نفس امارہ کو کر دے یہ تمام
وہ غذا ہی اجتماع ہو نشین
یہ غذا ہی بر مکان لامکان
سن حدیث مصطفیٰ یہ معتبر

حدیث شریف عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِیْکُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْحُلْقُوْمُ یعنی مجری الطعام رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

جو ہریرہ کی روایت دیکھ تو
یعنی وہ ہی علم ظاہر سر بسر
یعنی وہ ہی علم خاصان خدا
جسکو ظاہر ہو مگر باطن نہو
علم رسمی رہزن ہر سالک ست

دیکھ کر خاموش ہوا ہی نیک خو
جو ہدایت تمکو کرتا ہون پسر
فہم مین کب غیر کے ہوئی فنا
رہزن باطن ہو وہ ای نیکخو
این عقیدہ حنبل و ہم مالک است

یاد سے مین نے علم وہ حضرت سے یار
دوسرے کا گر کرون مین کچھ بیان
کیا ہوا اگر پڑھ لیے حرف کتاب
یعنی فرماتے ہین منع لانا ہے دم
ہر کہ او در بند قال و قیل شد

ایک آمین سے گردن مین آشکار
نرخرا کا تو مرا تم ای جوان
بے وسیلے کے نہو تو فیضیاب
مثنوی مین دیکھ لے یہ ہی عموم
ہمچو فرعون غرق اندر نیل شد

لوح دل از نقش شیطان پاک شوی	ای مدرس درس عشقی ہم بگوی	چند چند از حکمت یونانیان	حکمت ایمانیان راہم بخوان
دل منور کن بانوار جلی	چند باشی کاسہ لیس بو علی	علم باطن خاص ہی علم خدا	غیر کی شرکت نہین اسمین ذرا
یہ ہی بس تعلیم حق ای بیخبر	مولوی کے قول پر کر تو نظر	این ہمہ علمے ز تعلیم حق است	نی ز جد و جہد ز انبق لق سبت
علم حق وہ ہی کرے حق پر فدا	ماسوا حق کے کرے سب کو فنا	علم جسکو یہ ہی حاصل ای جوان	یعنے ہو خاص ہی وہ بیگمان
دیکھو فرماتے ہین کیا وہ باخدا	مولوی معنوی با صفا	صاحب ایمان ہمان باشد ہمان	تو نباشد غافل از وی یکزمان

در بیان نماز کامل کہ عاشقان حق ادا مے کنند

دیکھ تو انکی نماز ای ذی سیر	حق سے واصل غیر سے ہین بیخبر	جب کرین تکبیر اولے وہ تمام	نور وحدت دیکھتے ہین ای نیکنام
بعد اسکے جب پڑھین ام الکتاب	جلوہ گر ہو معرفت کا آفتاب	دیکھ کر انوار اُسکے ذی سیر	سوختہ ہوتے ہین عاشق سر بسر
جب پڑھین اخلاص کو باصدق دل	نور وحدت سے ہین جاتے ہین مل	یعنی ہستی نیست کرتے ہین عزیز	ماسوا حق کے نہین رکھتے تمیز
کیا لکھا ہی دیکھ تو ای بے نصیب	مولوی نے جو کہ دین کا ہی طبیب	چونکہ با تکبیر ہا مقرون شوند	ہمچو قربان از جہان بیرون شوند
جسکی ہستی نیست ہو بیشک خدا	اسکو کہتے ہین ملایک مرحبا	خوب پہچانا خدا کو ای بشر	ماسوا حق کے گیا سب سے گذر

حدیث شریف الصلوٰۃ معراج المؤمنین

یعنے یہ ہی وہ صلوٰۃ انفسی سیر	جو کہ ہی معراج مومن سر بسر	اسکو کہتے ہین نماز با حضور	سعی کر اسمین اگر ہی ذی شعور
سعی جو کرتا نہین اسمین بشر	وہ ہی بدتر خر سے احمق بیخبر	دیکھ فرماتے ہین یہ حضرت علیؑ	گوش دل سے سن ذرا تو ای اخی
بار سے اسکے زمین و آسمان	کھینچتے ہین الامان الامان	زرد ہو جاتا تھا رنگ مرتضےٰ	جبکہ فرض و نفل کرتے تھے ادا
خوف حق سے موے تن ہوتے تھے خار	یعنے کہسے پہاڑ گر ہوتے تھے پار	یون ادا کرتے تھے وہ شیر خدا	پنجگانہ بس صلوۃ ای باصفا
ایک دن کا حال سن لو ای بیخبر	دل پہ تیرے تا ہو کچھ اُس سے اثر	تیر تن مین چبھ گیا اُنکے جوان	جلد مین جا کر ہوا مطلق نہان
جب نکالین درد ہو انکے حبیب	دشمنون کو بھی نہو ایسا نصیب	اس سبب سے تیر تا تن مین رہا	شاہ بھی اُس درد مین تھے مبتلا
درد تھا یا تھی بلائے دو جہان	رنگ حضرت کا تھا اُس سے زعفران	دیکھ کر عاشق ہوے سب بیقرار	تیر لگنے تن مین اُنکے دل مین خار
فکر کی سب نے نکالین جلد تر	پر نہو حضرت کو اس سے کچھ خبر	فکر مین بیٹھے تا ہوے وہ بانماز	اور گئے سجدہ مین با عجز و نیاز
پیچھے سے اُسکو لیا سب نے نکال	ہو گیا پھر سب مصلا خون سے لال	جب ہوے فارغ وہ شاہ اولیا	یون کہا ہو ملتفت با اتقیا
غرق کیون ان خون سے مصلا ہی یہ سب	دوستو اسکا بتاؤ کیا سبب	پھر حقیقت سب نے کی اسکی بیان	جب ہوا اُس شاہ دین پر یہ عیان
دیکھ لے یہ ہی صلوۃ با حضور	ہو مقلد اسکا گر ہی ذی شعور	ایک شب حضرت کو آیا یہ خیال	چلکے دیکھون اپنی امت کا مین حال
کون سوتا کون اب بیدار ہی	سوز دل سے کون روتا زار ہی	جب گئے مسجد مین دیکھے تین یار	عشق حق سے ہو رہے ہین بیقرار
یعنے ہین صدیقؓ بعد انکے عمرؓ	تیسرے حضرت علیؓ والا گہر	یہ کھڑے تینون اکابر با نیاز	کرتے تھے اپنی اداون پر نماز

اسقدر روتے تھے وہ صدیق پاک	تر ہوئی تھی اشک سے اُس جا کی خاک	شمع سان جلتے تھے پر تھے خموش	دیگ سان نکلے نہ گر سینہ سے جوش
دیکھکر صدیق کا یہ جدو حال	خوش ہوئے اور کچھ نہ کی وان قیل و قال	یہ ندا آئی فلک سے اے رسول	درد دل انکا ہوا ہمکو قبول
کچھ طوالت پر نہیں ہمکو نظر	ہے مگر اخلاص پر عالی گہر	گر پڑھے اخلاص سے کوئی صلوٰة	ایک بہتر لاکھ سے اے نیکذات
یہ لکھا ہے دیکھ تو اے جان من	مولوی نے از برائے مرد و زن	پیش حق یک نعرہ از درد و نیاز	بہ کہ عمر بے نیاز اندر نماز
یہ نہ حاصل تجکو ہوا ے بے خبر	تا قیامت ہو وسیلے سے مگر	کیونکہ ہے یہ رازِ دل اے مرد دین	علم سینہ ہے سفینہ یہ نہین
	سوختہ دل سے ہو حاصل یہ ادب	یاد رکھ اِس بات کو عالی نسب	

دربیان صحبت اولیاء و فضیلت آنحضرت

ایک ساعت صحبت دل سوختہ	تجکو کردے مثل گل افروختہ	دیکھ فرماتے ہین مُلائے پاک	قدر جانے اسکی کب ہر مُشت خاک
صحبت مردان اگر یکساعت است	بہتر از صد خلوت و صد طاعت است	سوختہ دل کون یعنے اولیا	اُنکو حاصل ہے دوا و انبیا

حدیث شریف تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ

ہے تخلق یہ عمل انکا قوی	دین حق کے دیکھ یہ ہین متقی

حدیث شریف مَثَلُہُمْ کَمَثَلِ الْاَنْبِیَاءِ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

کا نبیا کے لفظ سے موصوف ہین	عارف باللہ یہ معروف ہین

حدیث شریف اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

اقتدیتم سے شرف یہ بشر	یہ مبصر اور سب ہین کور وکر	نفس ہے مغلوب شیطان ہے دور	حق سے رکھتے دمبدم ہین حضور

قولہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا

اسلیے فرماتا ہے رب جلیل	نیک ہے انکی رفاقت اے خلیل	کیا رفاقت یعنے ہے ظل آلہ	دور جو اس سے ہوا وہ ہے تباہ
انکی صحبت مردہ کو زندہ کرے	زندہ ایسا ہو نہ پھر ہرگز مرے	انکی صحبت دیو کو کردے ملک	ہے اثر صحبت مین انکی یان تلک
انکی صحبت مین ہو عالم جاہلان	یعنے وہ ہون بہتر از صد عالمان	انکی صحبت مین نہین آتا شقی	یہ خبر دی مصطفےٰ نے اے تقی
گر تو چاہے ہمنشینی با خدا	ہمنشین انکا تو ہوا اے باصفا	دیکھ یہ فرماتا ہے حق اے حبیب	جو شکستہ دل ہین اُنکے ہے قریب
مولوی نے مثنوی مین یہ سخن	کیا لکھا ہے دیکھ تو اے جان من	ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	او نشیند در حضور اولیا

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کامل بایزید پارسا	مانگتے حق سے مل تھے یہ دعا	وصل اپنا دے مجھے پروردگار	ہجر سے تیرے ہون مین بیقرار
یہ ہوا فرمان حق اے بایزید	گرچہ محنت تیری ہے از بس مزید	پر نہووے وصل سے بہرہ تجھے	جب تلک دوے نہ تو تحفہ مجھے

یعنے لا وہ چیز جو تجھمین نہو
تجھے سبب شی کا جانتا ہو اگر خدا
علم تیرے واسطے مین نے پڑھا
ہر بلا پہ صبر مین کرتا رہا
یہ بھی ہی توفیق تجھسے ہی آلہ
یعنے یہ اعمال جو تونے کیے
سنکے یہ الہام رویا وہ فقیر
پھر ہوا یون حکم رب دو جہان
درد کیا ہی وصل کا پیغام ہی
کیست فرعون آنکہ او خود را ببد
گر تو فریادی کنی یعقوب وار
تو ہی غافل نور حق سے بے بصر

دون تجھے وہ چیز جو تجھمین نہو
تجھسے کوئی شی نہین پاتا جدا
وعظ و پند اُس سے سدا کرتا رہا
شکر تیری نعمتون کا بھی کیا
ورنہ شیطان کر دے اک دم مین تباہ
حور و غلمان اُسکے بدلے مین لیے
اور کہا دے علم اسکا دستگیر
گوش دل سے سن فرا انکا بیان
عجز کیا ہی وصل کا انجام ہی
کیست موسے آنکہ از خود وا رہید
تا تو بوئے رسد از نزد یار
پھر بھلا ہو کس طرح تجھپر اثر

اُسنے یہ الہام سنکے دی زار زار
روزہ رکھتا اور پڑھتا ہون صلوۃ
رات دن کرتا رہا مین تیرا ذکر
مال و جان تجھپر کیا مین نے فدا
کہہ چکے جب یار حق وہ با صفا
ان عبادا تون سے ای غافل گہر
مین نہین واقف ہون اُس سے یا خدا
یعنی وہ ہی درد و سوز و انکسار
وصف ان دونون کا سن ای با خدا
دیدہ یعقوب بیند روی او
یوسف کنعان نہان در چاہ دل
ہر عبادت مین ہی یہ نقش عظیم

پھر کہا یون اُس نے مرے پروردگار
حج کرتا اور دیتا ہون زکوۃ
اور آنے دی نہ دل مین کوئی فکر
پیروی سنت کی بھی کرتا رہا
پھر ہوئی حق کی طرف سے یہ ندا
یان بھرے لاکھون خزانے سر بسر
تو ہی مجکو دے بتا ای رہنما
ہم منزہ جس سے ہین ہی یاد کا
مولوی روم نے بھی ہی لکھا
خویش را قربان کند بر کوی او
تو ورا جوئی ہمین در آب گل
پر نہین واقف ہی تو مرد سلیم

دربیان نماز بہ حضور

جب کھڑا ہوتا ہی تو بہر نماز
عشق حق سے دل جلے جیسے کباب
مولوی نے مثنوی مین لکھا
ماسوا حق کے جو دل مین ہو خیال

سچ بتا ہوتا ہی کچھ دل مین نیاز
یا کہ جیسے برف پیش آفتاب
پڑھ اُسے گر ہی تجھے فہم و ذکا
بس ہے وہ کچھ کم نہین صاحب کمال
بے حضور دل اگر ہووے صلوات

چاہیے وقت نماز ایسا نیاز
گر نہین کچھ خوف حق دل مین فراز
بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
جب ملک اسکو نہ توڑے اسر
وہ نہین گر صلوۃ ای نیک ذات

جس سے حاصل دل کو ہو سوز و گداز
پھر کہان تیری نماز ای بے حیا
این چنین تسبیح کی دارد اثر
نور وحدت سے رہے تو بیخبر

حدیث شریف لا صلوۃ الا بحضور القلب

کیونکہ یہ ہی بس حدیث مصطفےٰ
فکر باطل نے کیا تجکو تباہ
روز و شب کرتا ہی جسکی جستجو
فخر دنیا پر کیا تو نے خیال
علم سیکھا کہ جسمین کچھ ہو دھوم
جو ملا ہم سے ملا وہ با رسول

بے حضور دل نہین ہوتی ادا
ہو گیا درگاہ حق سے رو سیاہ
تیرا تو اس مین ضرر ہی ہو بہو
یہ نہ سمجھا دین مین ہے یہ وبال
اور جانین مولوی مجکو عموم
فخر کر کہنے لگا مرد فضول

کر ذرا تو فکر باطل دل سے دور
کیا ہی باطل فکر ای مرد خدا
گفتگو مین عمر ضائع تو نے کی
طالب شہرت رہا تو روز و شب
پردہ دین مین ہوا رد و قبول پذیر
یعنی وہ سیکھا کہ جسمین کچھ ہو نام

تاکہ ہووے یہ نماز با حضور
یعنی ہووے غیر حق جو مدعا
راہ عقبے کی نہ تو نے دل سے لی
دل سے کچھ چاہا نہ تو نے فضل رب
عالمون سے جا کے دی اپنی نظر
اور نکلے سو طرح سے آسرا

در بیان علم حقیقت

وہ نہ سیکھا چشم دل جس سے ہو وا
وہ نہ سیکھا ہیبت حق جس سے ہو
وہ نہ سیکھا جس سے ہو عشق آشنا
وہ نہ سیکھا جس سے ہو یاد خدا
وہ نہ سیکھا سینۂ احمد کا نور
وہ نہ سیکھا جس سے ہو وے رشک حور
اصل وحدت کی نہ پی جس نے شراب
علم تو بیشک پڑھا تو نے جیب
یعنی جیسے ہو وضو شرط صلوٰت
صد کتاب و صد ورق در نار کن
عمر را ضائع مکن در گفتگو
جہد کن تا تو چشم دل عیان
مولوی گشتی و آگہ نیستی

تا قیامت کو نہ اسی ہو بھلا
ماسوا اپنے وہ دیوے سب کو کھو
تا کہ ہو نفس امارہ تباہ
تا رہون میں دمبدم حق پر فدا
تا کہ ہو وے یہ نماز باحضور
تا پڑے پھر دے جانان پر نظیر
یا نہ کھائے نفس کافر کے کباب
علت نمائی سے ہے کیون نے نصیب
بے نمازی کا وضو کیا نیک ذات
جان و دل را جانب دلدار کن
گفتگو چون پردہ ہاے تو بتو
بے دلیل و بے اشارت بے بیان
تو وہ کجا و از کجا و کیستی
علم سے تجکو جہالت ہو گئی

وہ نہ سیکھا خلوت سے جو ہو نہان
وہ نہ سیکھا جس سے دنیا ہو ذلیل
وہ نہ سیکھا ہو رہا جس سے یہ دو
وہ نہ سیکھا عیب ان جس سے عیان
وہ نہ سیکھا جس سے ہو عجز و نیاز
جسکے دل مین ہون ضلالت نہان
پیرجی ہون یا کہ عالم بے بدل
علم ظاہر شرط باطن الیسر
مولوی کی یہ نصیحت لے شتاب
بے نشان را کس نیابد از فصوص
پردہ ہاے تو بتو در دم لبو
ہر کہ رو یار در دنیا ندید
از خود آگہ چون نئی ای بے شعور
عقل جو تھی نور بین وہ کھو گئی

قرب حق لیکن ہوس سے ہیگا ان
دین کے تا لوگ ہون تجکو خلیل
تا کہ ہو اخلاص سے دل کو ثمر
یعنی وہ جو اپنے دل مین ہین نہان
تا تکبر دور ہو ای حیلہ ساز
نور وحدت وہ نہ دیکھے بیگمان
تعن ہر دو نون پر کہ ہین یہ عمل
شرط بے شرط باطل سر بسر
تا کہ ہو وے دین کا تو آفتاب
ہم نیابد از فتوحات و نصوص
تا بہ بینی نور آن فیروزہ روز
ہم نہ بیند رو یعقوبی ای مرید
بس نیابد ہر جہان ظلمت غرور

در بیان حقیقت جہل

جہل کیا ہے یعنی مس ہے ای اکسیر
جہل ہو وے علم سے ایسے شکستہ
اسم اعظم کی تو وے بو ملا
علم جسنے اسطرح روشن کیا
جو ملا اس سے ملا با مصطفا
جسکو دیکھے اس سے کچھ بھی بر خلاف
اینکہ ہے یعنی خلافت آدم اند
گرنشین … ادب

تو مس ہے گو کہ ہے سنے خبر
جب یہ پھونکے تو وے اسکو جنگ شکست
عشق کی آتش سے دے تو جلا
ظلمت باطن کو اسنے کھو دیا
جو لڑا اس سے لڑا با مصطفا
وہ نہ عالم ہے ہر عالم کا خلاف
نیستند آدم خلاف آدم اند
کیون نہین کرتا بھلا حق کی طلب
کیونکہ اس سے ہے عبادت ہو بقا

اسکو زر خالص بنا پھر کر جوان
بوجہ اخلاق میں عالی گہر
جل گے جب یہ خاک ہو ان اکسیر
دین احمد کا ہے بیشک یہ طبیب
کیونکہ ہے نائب نبی کا در دین
مولوی نے بھی لکھا ہے ای عزیز
علم اسکا خرط دنیا ہے عزیز
جس طرح اس خر کو لایا بجا
کہہ نہیں ہے یہ تو گویا ہے قضا

یہ تو نسخہ یاد رکھ ای مہربان
کر تو کل حکمت سخاوت کی نگہ
تب یہ ہون اکسیر اعظم سر بسر
جو پھر اس سے ہوا وہ لے نصیب
اسکی صحبت مین ہے حرمت یا یقین
مثنوی مین اسطرح پر گر تمیز
اسلیے دین سے رہا بے تمیز
اس طرح مخروط کو بھی کہہ دیا

دربیان نماز بے حضور

بلکہ فرمایا نبی نے ای دل
جسکے دل میں ہے خلل شب بن خلل
گر پڑھے کوئی نماز بے حضور
نور وحدت سے وہ ہوتا ہے دور

حدیث شریف اِنَّ العَبدَ اِذَا قَامَ فَاِنَّہٗ بَینَ یَدَیِ الرَّحمٰنِ فَاِذَا التَفَتَ قَالَ لَہُ الرَّبُّ اِلیٰ مَن تَلتَفِتُ اِلیٰ مَن ھُوَ خَیرٌ لَکَ مِنِّی اِبنَ اٰدَمَ اَقبِل اِلَیَّ فَاِنِّی خَیرٌ لَکَ مِمَّن تَلتَفِتُ اِلَیہِ الحدیث

یہ ندا اس وقت کرتا ہے خدا
کر ذرا انصاف دل سے لے نصیب
یعنی دل میں جسکا رکھتا ہے خیال
پھر فرشتے کہتے ہیں عالی نسب

کیوں نہیں ہوتا ہے تو مجھ پر فدا
مجھ سے بہتر کون تیرا ہے حبیب
وہی ہے معبود تیرا بے خصال
کیوں رہا آداب حق سے بے ادب

کون بہتر مجھ سے ہے اے بے نصیب
جب نہیں سنتا یہ بندہ وہ ندا
اسکو کر دو نور وحدت سے جدا
یعنی ہو آداب حق الیاس ہے

جسکی خاطر مجھ سے ہے تو بے خبر
حکم حق ہوتا ہے پھر یہ برملا
یہ نہیں قابل ابھی اسکے ہوا
جز خدا دل پر نہ ہو جس کے اثر

حدیث شریف قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَقبَلُ اللہُ صَلوٰۃَ امرِءٍ لَا یَشہَدُ فِیھَا قَلبُہٗ مَا یَشہَدُ بَدَنُہٗ وَلِلرَّجُلِ عَلیٰ صَلوٰتِہٖ دَائِمٌ وَلَا یَکتُبُ لَہٗ عُشرُھَا اِذَا کَانَ قَلبُہٗ سَاھِیًا لَاھِیًا

دیکھ فرماتے ہیں یہ خیر الورا
جسم و دل دونوں ہوں حاضر با خلا
کیونکہ وہ ہے بے حجاب و جلوہ گر
یعنی جیسے تن کیا ہے قبلہ رو
اس زبان ای بے خبر اے بے ہنر
دل بھی لیسے کر خدا کے روبرو

حدیث شریف فی الخبر اِنَّ العَبدَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلوٰۃِ رَفَعَ اللہُ تَعَالیٰ الحِجَابَ بَینَہٗ وَبَینَ وَجھِہٖ بِوَجھِہِ الکَرِیمِ

وہ قریب رب بے حجاب و روبرو ہے
جلوہ گر تو دیکھ وہ محبوب ہے
سو سو جلوہ خود کرے وہ پاک کرم

پھر بھلا کیا ہو نماز ای بے شعور
تو خودی سے اپنی پر محجوب ہے
پھر بھی تو دیکھے نہ اسکو ایکدم
یہ ہوا التقاب پھر بھی بے خبر

غور کر انصاف کر دل میں ذرا
نور افشانی کریں سارے ملک
جب وہ فرماتا ہے تجکو بت پرست
نفس نے غارت کیا تجکو بسر

کیا پڑھا اور کیا لکھا تو نے بھلا
آفریں دیویں زمین و فلک
یعنی تو ہے بت پرست و خود پرست

اللہُ اَکبَرُ

ذبح اسکو کر یہ تکبیر خدا
یعنی تکبیریں یہ ہیں ای ہفتا
تن کو قربان کر تو ای مرد جلیل
مثل اسمٰعیل کے تا ہو خلیل

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ہو تو بسم اللہ سے بسمل شتاب
تا شہادت کا ملے حق سے خطاب

سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ وَتَبَارَکَ اسمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیرُکَ

پھر کھڑا ہو کر تو پڑھ حمد و ثنا
یہ دعا کر حق سے پھر با التجا

اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

میرا دشمن سخت بدکردار ہے
یعنی شیطان مانع انوار ہے
کر نظر مجھ پر ذرا میرے الہ
تا نہ کردے یہ نمازوں کو تباہ

جب کہہ رحمت سے وہ تجھپر نظر

ما سوا حق کے منو پھر گر ترا
حمد مین جا مدفنا ہو ای جوان

حمد حامد محو یا محمود ہون
حمد ہو محمود مین پھر بیگمان

عرض جوہر یعنی با مقصود ہون

در بیان نماز کامل کہ حاصل نمیشود مگر بتوجہ مرشد کامل

ایک شرط اسمین ہی یا ای نیکنام
دیکھ فرماتے ہین کیا وہ مولوی
این نماز آمد سلوک معنوی
گرچہ حافظ باشد و حیست و فقیہ
او کلید رانہ بیند در عبور
کور ظاہر کا سنا تونے بیان
کیونکہ اسمین ہی مکلف ہر عزیز
کیونکہ وہ تو کور اور معذور ہر

چشم روشن ہو مگر کوئی امام
یعنی جو ہین مولوی معنوی
بے دلیلی در نماز چون روی
چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ
ہیچ مومن را مبادا چشم کور
کور باطن کا بھی سن لے ای جوان
اس حدیث مصطفے اے تمیز
دیدہ دانستہ تو تو کور ہے

جب یہ تیری ہو نماز با ادب
چون امام چشم روشن در صلوٰۃ
در شریعت ہست مکروہ ای کیا
کور را پرہیز بود از قذر
کور ظاہر در نجاست ظاہر است
وہ تو ہر معذور از طرف خدا
جب تلک تیرا نہین اسپر عمل
یہ حدیث مصطفے ہر معتبر

یاد رکھ اس بات کو عالی نسب
چشم روشن باید اندر پیش راہ
در امامت پیش کردن کور را
چشم باشد اصل و پرہیز و حذر
کور باطن در نجاست اندر است
تو نہین معذور اس سے ای فتا
کور بہتر تجھسے ای مرد دغل
اس سے کیون غافل ہر تو ای بیخبر

بغیر ارکان صلوٰۃ ظاہری واخلاص دل نماز کامل نمیشود

حدیث شریف اَلْعِلْمُ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

دو طرح کا علم ہی تجھپر فرور
ایک بھی ہو ترک اسمین سے اگر
کیونکہ ہی جسکے عقائد مین قصور
امر حق کر عشق سے ای اولیا
بلکہ زائد اس سے ہو تو ای حبیب

حاصل اسکو کر اگر ہی ذی شعور
پھر کہان تیری نماز ای بیخبر
دین حق سے وہ بشر از بس ہی دور
جیسے ہو معشوق پر عاشق فدا
کیونکہ ایمان سے کرے یہ تنصیب
سب سے بدتر ہی دشمن قوی

ایک تو ہی علم ارکان صلوٰۃ
پیشتر کر تو عقائد کو درست
کر چکے کامل عقائد جب جوان
پر حذر ہو نہی سے تو اسقدر
دشمن جان شیر گرچہ ای جوان
یاد رکھ اس بات کو ای متقی

دوسرا اخلاص دل ای نیک ذات
بعد اسکے دین مین ہی چالاک و چست
بعد اسکے یاد رکھ ای نیکدان
جیسے ہو شیر سے بکری سر
دشمن ایمان نہین وہ بیگمان

در بیان علم دین یعنی تفسیر و حدیث و فقہ تصوف کہ ہمہ لازم و ملزوم اند

آئے ہم اسپر کرین تجھسے بیان
علم ظاہر کو تو کر دل کا رفیق

یعنی جب سے راز مخفی ہو عیان
روح کا کر علم باطن کو شفیق

ایک تو ہی علم ظاہر مرد دین
جب کھلے یہ سر حق تجھپر یسیر

دوسرا ہی علم باطن بالیقین
علم باطن سے ذرا ہو باخبر

قال مالک مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ

گرچہ ظاہر علم حاصل ہو عزیز
جان بغیر از جسم کعبہ بطور فقیر

پر نہو بے علم باطن کچھ تمیز
جسم ہو بیجان خراب ای دل فگار

یہ ہین دونون علم شل جان و تن
جو نہ جانے اسکو حق ہی خوش دہن

ایک تن دونون ہو ناقص ظاہر بین
یہ ہی تمثیل غیر یعنی ذی شعور

علم ظاہر اور باطن سے پسر
شرع احمد ہی مرکب سربسر

ایک جان ہی ایک تن ای بے نصیب
جان و تن بن زیست کب ہووے نصیب

شرع دونون سے مرکب ہی فنا
ماسوا اسکے نہین مرد خدا

جو کہ سنکر ایک سے بھی ہی حبیب
وہ ہوا دونون سے سنکر بے نصیب

ایک بھی گر ترک ہو تجھسے پسر
دین تو حق سے کچھ نہو تجکو خبر

جسکو ظاہر ہو مگر باطن نہو
کسنے اپنی عمر دی حق مین گنوا

علم ظاہر ہی سبب باطن کا دوست
علم باطن مغز اسکا وہ ہی پوست

علم ظاہر سے ہو بس ظاہر درست
علم باطن سے ہو دل چالاک و چست

علم ظاہر فخر دے انسان کو
علم باطن فخر دے ایمان کو

علم ظاہر نفس کو کردے بقا
علم باطن نفس کو کردے فنا

علم ظاہر سے گرے تو خاک پر
علم باطن سے اڑے افلاک پر

علم ظاہر سے ہو حاصل قیل و قال
علم باطن سے ہو حاصل وجد و حال

علم ظاہر سے بدا کبر و حسد
علم باطن معدن نور احد

علم ظاہر علت دنیا و دین
علم باطن علت حق الیقین

علم ظاہر موجب کبر و ریا
علم باطن دافع انکا ای فتا

علم ظاہر تجکو کردے روسیاہ
گر نہ رکھے نور باطن سے نگاہ

دیکھو فرماتے ہین کیا ای بیخبر
یعنی حضرت مولوی والا گہر

علم گر بر تن زنی مارے بود
علم گر بر دل زنی یارے بود

علم باطن کیا ہی بس اخلاص دل
جس سے جاتا ہی خدا تک اہل دل

جلتا ہی اخلاص سے نفس لعین
بھاگتا شیطان ہی اس سے حزین

وہ ہی ہی علم خدا علم نبی
جس سے ہو مغلوب شیطان دنی

ماسوا اسکے نہین علم و عمل
جو پڑھے اسکے سوا وہ ہی دغل

دیکھو فرماتے ہین حضرت مولوی
مثنوی مین اسطرح پر ای اخی

علم دین فقہ است و تفسیر حدیث
ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث

ماسوا اسکے نہ پڑھ تو ای پسر
تاکہ آوے نور حق تجکو نظر

صاف ہو تفسیر کے پڑھنے سے جان
دے جلا دل کو حدیث ای نکتہ دان

فقہ کردے بند تیری گفتگو
تا عیان ہو خیر و شر پھر ہو بہو

در بیان اخلاص دل

ایک ہی اخلاص دل نظر اکسیر
کچھ نہو اخلاص بن ہرگز اثر

کیونکہ دشمن تیرے اندر ہی قوی
یہ نہ جاوے بے خلوص ای متقی

دور کرتا ہی اسے عشق خدا
ماسوا اسکے نہین اسکی دوا

عشق افلاطون و جالینوس ہی
یہ دوائے نخوت و ناموس ہی

عشق ہی آب حیات ای بیخبر
گر نہو یہ موت ہی پھر سربسر

جسنے اسکا ایک بھی قطرہ پیا
وہ مسیحا کی طرح جیتا رہا

عشق ڈالے ذرہ پر گر اک تاب
دیکھ کر بیتاب ہووے آفتاب

عشق کا پرتو پڑا جس خاک پر
خاک وہ اڑتی ہی پھر افلاک پر

عشق حق سے سب جنون عقلے دور
یاد رکھ اس بات کو اے ذی شعور

مولوی کی گفتگو پر کر نظر
تاکہ ہووے عشق سے تجکو خبر

ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

شاد باش ای عشق خوش سودای ما
ای طبیب جملہ علتہای ما

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمدہ چالاک شد

عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسی صاعقا

ہر دلی کز عشق یزدان زندہ شد
از حیات معنوی پایندہ شد

در بیان سوز دل

عشق کیا ہی سوز دل ای بی پسر
نفس کو دیوے جلا یہ سربسر

دیکھو ابراہیم کا تو سوز دل
رو برو جسکے تھی آتش آب گل

سوز داؤدی کا سن لے پسر — جس سے آہن موم تھا ای بیخبر
ما سوا مطلوب ہے ای مرد دین — سوختہ کردے یہ سب کو بالیقین
جب تلک ہے نفس تجھ پر ہی قوی — راہ حق ہرگز نہ پاوے ای اخی
جو پڑے انوار کی تجھ پر جھلک — یہ نہ آنے دے اُسے لیکن تجھ تلک
جانتا ہے کیون ہے غافل ای پسر — روز محشر پر نہیں تجھکو نظر
گر نہیں دل مین ترے خوف رجا — نور ایمان پھر کہاں ای بے حیا
سوز دل رکھتے تھے وہ خیر الانام — کفر کی ظلمت جلی جس سے تمام
اسکو حاصل کر ذرا مرد خدا — تا جلے یہ نفس کافر بے حیا
دمبدم رکھتا ہے وہ تجھ پر نظر — تا نہووے دین سے تو باخبر
تو ہے غافل اسقدر اُس سے عزیز — اسکی بدیون سے نہیں تجھکو تمیز
خوف حق سے گر ہو تجھ پر اثر — نفس کیا تو خود نہوا ای پسر
حق نے دی اسکی خبر ای نابکار — باوجود اسکے نہیں تو ہوشیار

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون

خندہ کم گریہ زیادہ ای پسر — تا کہ لطف حق سے ہو تجھ پر اثر
دیکھ کیا وہ مولوی عالیجناب — مثنوی مین لکھ گئے با سوز و تاب
با تضرع باش تا شادان شوی — گریہ کن تا بی دہان خندان شوی
زابر گریان باغ سبز و تر شود — زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
طفل یکروزہ ہمیداند طریق — گر نگریم تا شود دایہ شفیق
کر تو حاصل خوف حق عالیجناب
خندہ سے مردہ ہو دل ای باتمیز — یہ حدیث مصطفےٰ ہے اے عزیز
تا نگرید ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن
کے برابر ہے نہد شاہ مجید — اشک را در وزن با خون شہید
در پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست — مرد آخر بین مبارک بندہ ایست
تو ہے نادان طفل سے زیادہ پسر — گریہ کی تاثیر سے ہے بیخبر
تا کہ ہووے نور حق سے فیضیاب

دربیان پنجگانہ حضور کہ مومن را میسر می شود

پنجگانہ تو جو پڑھتا ہے نماز — مومنون کا حشر یہ ای بانیاز
یعنے وہ دربار ہے قہار کا — سامنا ہے دیکھ وان جبار کا
ہے بجائے پرسش حق یہ خطاب
جب ادا کرتے ہین وہ اپنی صلوٰۃ — حشر برپا اُنپہ ہوا ہی نیکذات
صبح سے لے تا عشا و تا سحر — حشر کا میدان ہے یہ ای بیخبر
یعنی ہے وہ باصواب و باجواب

قولہ تعالیٰ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

دیکھ فرماتا ہے یہ رب جہان — تیرا ہون ہر وقت محسن بیگمان
عمر اپنی صرف کی کس کام مین — اور رہا پابند تو کس دام مین
عقل جو دی تھی تجھے بہر خدا — وہ تلف کس شے پہ کی ای بیحیا
جسکا دل ہوتا ہے حق سے کچھ رجوع
اسکے بدلے مین تو کیا لایا مجھے — مین نے مہلت دی جو دنیا مین تجھے
چشم روشن ہی جو تجھکو نور بین — وہ گنوائی کس جگہ ای کور بین
حس دی تھی تجھکو پانچ جا — صرف کین کس کام مین ای نابکار
جب وہ کرتا ہے رکوع با خشوع

سبحان ربی العظیم

سر کو اپنے شرم سے وان پر جھکا — یون لگا کہنے کہ تو سب سے بڑا
پھر ہوا فرمان حق ای محترم — سر اُٹھا کر دیکھ تو میرا کرم

سمع اللہ لمن حمدہ

سر اٹھاتا دیدہ ٔ کرد ہ بشر	یعنی سنتا ہی خدا تو سر بسر سر اٹھا کر دیکھتا لیا ہی جوان	حمد تیری دل سے کی جسنے ادا نور وحدت جو نہان تھا ہی عیان	نفس شیطان سے لیا اسکو بچا
اَللّٰہُ اَکْبَرْ			
	پڑھکے پھر تکبیر بسمل ہوگیا	ہوکے بسمل جان سے اپنے گھو گیا	
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی			
پھر کہا سجدے مین اُسنے ای خلیل یعنے ہوکر ہمنشین تو دید کر	تو جلیلون کا جلیل ہر اہی جلیل غرق ہو پھر نور مین تو سر بسر	ہو چکا اُسکا تذلل جب تمام دیکھ کر انوار یہ عالی نسب	پھر ہوا حق کی طرف سے یہ پیام یون لگا کہنے زبان سے باادب
اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ			
یعنی ہین سب بندگی تجکو اِلٰہ	ال کے ہون یا بدن کے بادشاہ یعنے تمپر اور امت پر سدا	پھر کیا اُسنے نبی پر یون سلام رحمت حق ہو سدا تمپر فدا	مہربانی حق کی ہو تمپر تمام
اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ			
ہوکے لا پھر لا گیا حق کے سوا	جب ہوا اثبات حق ای باخدا	یعنے روشن چشم دل اُسکی ہوئی	ہٹ گئی پھر مین و توئی و دوئی
قولہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ			
یہ ہی آداب صلوٰۃ ای بیخبر علم یہ اور وہ ادب ای ذی سیر	جسکے باعث ہی شرف یہ بشر فرض یہ دونون ہین تجپر سر بسر کیونکہ یہ صلوٰۃ ہی جای وصال	علم اسکا سیکھ ای عالی نسب ایک بھی گر ترک ہو تجسے حبیب گر نہو یان پھر کہان اُسکا خیال	ہی شرف انسان کو از علم و ادب تو اُٹھے محشر مین اعمٰی بے نصیب
قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا			
دیکھ یہ فرمان حق ای مرد دین شرط یہ شرط اسکا وصل حق گر نہین ہی وصل حق اس سے بسر اسم خوان ہی پر مسمے سے ہی دور اسم گر خوانی مسمے را بجو دو بقبلہ دل بدنیا ای مرید ای مصلی گر ہی غافل از خدا	یان جو اعمٰی وان بھی اعمٰی بالیقین پڑھ کسی عاشق سے جا اسکا سبق پھر کہان معراج یہ ای بیخبر پھر بھلا ہو کسطرح تجکو حضور بے مسمے اسم کی باشد نکو پھر کہان تیری نماز ای بسعید پھر یہ سجدہ کسکا ہی سچ تو بتا جو پڑھے کوئی بغیر حق صلوٰۃ	جانتا کیا ہی نماز ای بے خبر لفظ ہی معراج کا اُسپر دال یہ تو ہی معراج پر تو بے بصر یہ لکھا ہی بو علی نے ای حبیب گر خدا خواہی خدا جوئی بکن گر نہین حق کی طلب ای بیحیا ہشت ہی یا سنگ آہک یا خاک و آب وہ ہی بیشک بت پرست ای نیک ذات	یعنے ہی معراج مومن سر بسر یعنے ہووے وصل حق اس سے کمال اسلیے تجکو نہین آتا نظر دیکھ کر ہو بانصیب ای بے نصیب ورنہ ہیچ گوئی مخوان اسم کہن دین مین اسکو ہی کہتے مین ریا دے جواب اسکا مجھے تو باصواب

دربیان ریا

جو عمل ہو بے طلب معبود کے
جسکے دل میں ریا ہی اے حبیب
کیا ہوا اگر ہو گئے لاکھوں مرید
صدق کو دین کے سبب اپنے چھپایا

وہ عمل ہو بار یا تو جان لے
بُت پرستوں میں سے ہے وہ بے نصیب
اور کہتے ہیں انھیں شہ بایزید
یہ ہیں دونوں ہمقدر کے بیچیا

جانتا ہے کیا ریا ہے اے جوان
پیر جی ہوں یا کہ عالم اے پسر
وہ ہیں شیطان یہ شیاطین لعین
اس سے شوکت دین کی ہوتی ہے کم

یعنے یہ ہے شرک اصغر بگمان
خر سے بدتر ہیں یہ دونوں بسر
خلق کو کرتے ہیں حق سے بے یقین
کذب سے گر اسمیں مارے کوئی دم

دربیان پیر صادق

جب تلک حاصل ہو تجکو کمال
نور وحدت کا ہو دل پر اثر
یا کہ دیکھے مرد حق جسکو عزیز
دیکھو تو اسکو ذرا عمر و باخدا
یک ہیں شرط یہ عالی گہر
یا طریقت کے مخالف ہو اگر
گوش دل سے سن ذرا یہ گفتگو
دیکھ فرماتے ہیں عطار ولی
رہبر راہ طریقت او بود

خلق سے بیعت نہ لے اے خوشخصال
ماسوا حق کے نہ آوے کچھ نظر
ماسوا حق کے نہو اسکو تمیز
مولوی روم نے یہ کیا لکھا
ہو شریعت کے موافق وہ بشر
وہ نہیں ہادی ہے دین کا سر بسر
کام آویگی خدا کے روبرو
گوش دل سے سن ذرا اسکو اخی
کو بہ احکام شریعت میرود
باش ثابت در شریعت اے عزیز

اسکو کہتے ہیں کمال اے نیکنام
جسکو دیکھے چشم دل اے حبیب
جب تلک ایسا نہو تجھمیں اثر
کار مردان روشنی و گرمی ست
جو خلاف شرع ہو وے اے سعید
پیر جی ہوں یا کہ عالم بے نظیر
راہ سنت ہے صراط المستقیم
اہل بدعت شیخ سنت چون بود
دیکھ کیا لکھتے ہیں شمس العارفین
تا حقیقت کشف گردد بر تو نیز

ماسوا حق کے محبت ہو حرام
نور وحدت سے ہیں ہو با نصیب
تیزی پیری اگر ہو گی سر بسر
کار دونان حیلہ و بے شرمی ست
جانیو اسکو تو بس دیو مرید
یہ نہیں پیری کے قابل اے فقیر
راہ بدعت راہ شیطان الرجیم
رہ ندیدہ وکے تواند رہبر بود
یعنے مولانا کے مرشد مرد دین

دربیان متفقہ متقشف بیدرد

یا کہ جو پابند صورت ہو بشر
ظاہر و باطن ہو شل جان و تن
کیا عطار نے یہ اے حبیب
صد فسون و مکر دارد در درون
جان ہمینی در مین تن بے خلاف

وہ تبرا اس سے ہے زاہد بسر
وہ ولی اللہ ہے بیشک جانمن
پڑھ ذرا دل سے کر تا ہو با نصیب
مخلص و صادق نماید از برون
ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف
دانہ ہمینی گرد نہال

گر نہیں باطن تو ظاہر سب خراب
ایک میں بھی ضعف گر ہو اے عزیز
آنکہ باشد دایما صورت پرست
مولوی نے بھی لکھا کیا دلپذیر
طاعتش نغز ست معنی نغز نے
صورت بیجان نباشد جز خیال

دیکھ لے تو یہ حدیث باصواب
وہ نہیں پیری کے قابل بے تمیز
دامن معنی کجا گیرد بدست
مثنوی میں اپنی دیکھو یوں نظیر
جوز ہا بسیار در روے خرد

دربیان مرید شدن با حتیاط تمام و محترز شدن از صحبت بے اہل باطن

تو نہ پھنسنا دام میں آنکے پسر
جھوٹے سے ہیں صغیر بن سر بسر
یہ نہیں ہیں مرغ قدسی بگمان
چند میں یا بوم یہ اندر جہان

قول سن یہ عارف اللہ کا ‏ ‏ ‏ نور جسنے دیکھا تھا اس ماہ کا

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر ‏ ‏ ‏ تا فریبد مرغ را زان مرغ گیر

بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش ‏ ‏ ‏ از ہوا آید بیابد دام پیش

تو ہوا انکا مقید ذی سیر ‏ ‏ ‏ یہ ہین شیطان شکل انسان بشر

کیا ہوا اگر ریش کی اسنے بلند ‏ ‏ ‏ ڈالی ہے اسنے ریا کی یہ کمند

پھانس لے اس سے سلیمان کو اسیر ‏ ‏ ‏ مولوی نے اسلیے دی یہ خبر

حرف درویشان بدزدد مرد دون ‏ ‏ ‏ تا بخواند بر سلیمے آن فسون

ای بسا ابلیس آدم رو ہست ‏ ‏ ‏ پس بہر دستی نباید داد دست

جو ہوا انکا مقید ای حبیب ‏ ‏ ‏ نور وحدت سے ہوا وہ بے نصیب

یہ لکھا عطار نے اے باصفا ‏ ‏ ‏ گوش دل سے سن ذرا یہ برملا

ہر کہ باور کرد آن مکر و دروغ ‏ ‏ ‏ ماند از نور ولایت بیفروغ

گم شد و ہرگز بمنزل رہ نبرد ‏ ‏ ‏ در بیابان ہلاکت زار مرد

اشقیا از اولیا نشناختی ‏ ‏ ‏ دین و دنیا را ازان در باختی

رہزنان چون رہنما پنداشتی ‏ ‏ ‏ احمد و بوجہل چون ہم داشتی

ساختی دجال را مہدی پیر ‏ ‏ ‏ خرز عیسی چون ندانی ای فقیر

خود نہ پیر ست او کہ شیطان رہزنست ‏ ‏ ‏ از طریق رہروان کی آگہ است

غول را کردی تصور رہنما ‏ ‏ ‏ تا کہ گشتی منکر اہل خدا

تو نہ جا نزدیک انکے ای عزیز ‏ ‏ ‏ تا کہ پاوے نور ایمان سے تمیز

انکی صحبت مار سے بھی ہے بتر ‏ ‏ ‏ یون لکھا ہے مولوی نے ای پسر

حق ذات پاک اللہ الصمد ‏ ‏ ‏ کہ بود بہ مار بد از یار بد

مار بد جانت ستاند ای سلیم ‏ ‏ ‏ یار بد آرد سوی نار جحیم

زہر قاتل ہے شمر صحبت عام ‏ ‏ ‏ ہست صحبت را اثرہائے تمام

جیسے قرب اولیا سے ہو اثر ‏ ‏ ‏ ویسے قرب اشقیا سے ہو خطر

دیکھ فرماتے ہین کیا وہ باخدا ‏ ‏ ‏ یعنی حضرت مولوی باصفا

صحبت صالح ترا صالح کند ‏ ‏ ‏ صحبت طالح ترا طالح کند

حدیث شریف للصحبۃ تاثیر

اس حدیث پاک پر کر تو نظر ‏ ‏ ‏ تا کہ بد صحبت سے ہو تجکو حذر

انکی صحبت سے ہو حق سے بے نصیب ‏ ‏ ‏ انکی صحبت سے ہو حق کا تو حبیب

در بیان اقسام سالک

جستجو کر سالکون کی ای پسر ‏ ‏ ‏ تا کہ ہووے دین حق سے باخبر

چار ہین اقسام سالک اے جوان ‏ ‏ ‏ یاد رکھ اس بات کو اے نیک دان

پیشتر مجذوب سالک ہے حبیب ‏ ‏ ‏ سب سے بہتر دین حق کا وہ طبیب

حق نے بھیجا ہے اسے بہر دگر ‏ ‏ ‏ تا کرے مخلوق کو یہ باخبر

نیک مشکل سے میسر ہو یہ پیر ‏ ‏ ‏ یہ لکھا عطار نے سن ای فقیر

اولین مجذوب سالک آمدہ ‏ ‏ ‏ کو ز اول باخدا او اصل شدہ

حق فرستادش بسوی خلق زود ‏ ‏ ‏ تا کہ خلقان جہان را رہ نمود

سالہا باید فلک بس رود ‏ ‏ ‏ تا کہ پیری این چنین پیدا شود

اسکو حاصل کر اگر ہے باخبر ‏ ‏ ‏ دیکھ دم مین کیا ہو پھر تجھ پر اثر

سالک مجذوب ثانی ای حبیب ‏ ‏ ‏ مخلصون سے جذب اسکو ہو نصیب

سالہا محنت کرے جب وہ جوان ‏ ‏ ‏ تب ہو قابل جذب کے ای نکتہ دان

یہ لکھا عطار نے ای ذی سیر ‏ ‏ ‏ چشم دل سے کر ذرا اس پر نظر

وان دوم را سالک مجذوب دان ‏ ‏ ‏ کو سلوکے کرد و باشد رہروان

در ریاضت در عبادت سالہا ‏ ‏ ‏ کرد سعی و گشتہ قابل جذب را

چون دل او قابل انوار شد ‏ ‏ ‏ جان پاکش قابل اسرار شد

شاہباز جذبہ در او ربود ‏ ‏ ‏ جان او شد محرم بزم شہود

تیسرا مجذوب مطلق ای پسر ‏ ‏ ‏ نور حق کے ماسوا وہ بے خبر

دائما حیران از عشق خدا ‏ ‏ ‏ عقل و دانش سے وہ ہے اپنی جدا

وہ ہوا ہی عشق حق سے بے خبر
غیر کا پھر کیا بھلا ہو راہ پر
یہ لکھا عطار نے ای ہوشمند
ہوشمند دون نے کیا اسکو پسند

پس سوم مجذوب مطلق می شمر
کور تاب نور حق شد بے خبر
او ز مستی گشت از خود بے خبر
دیگران را چون بود او راہبر

او چو ہست بیخود ز لا یعقل است
کردن تکلیف باو ہم باطل است
رہبری ناید ز مجذوبان یقین
اتفاق کاملان ہست این

رہ ز مجذوبان مجو ای پر ہنر
اندرین رہ ہیچ نبود جز خطر
گرچہ آن مجذوب از حق آگہ است
تابع مجذوب بیشک گمرہ است

چار مین ہے جذب سالک ہی اجیب
عشق حق سے وہ ہوا ہی بے نصیب
عقل مطلق سے وہ کرتا ہی طلب
اسلیے واصل نہین وہ بے ادب

جو کہ تابع اسکا ہی ای مرد دین
وہ ہی منکر عشق حق سے بالیقین
در حق سے کچھ نہو اسکو خبر
بلکہ ہو اس راہ حق سے دور تر

عام انسے بلکہ بہتر ہی جوان
یہ ہی بدتر عام سے بھی بیگمان
یہ لکھا عطار نے ای متقی
جو کہ پیر اسکا ہی وہ ہی غوی

چار مین سالک کہ او بی جذبہ است
کو سلوک کرد از ہستی برست
سالک بے جذب چون واصل نشد
در طریقت لاجرم کامل نشد

سالکی بے جذب خود آگاہ نیست
واقف این منزل و این راہ نیست
از رہ و منزل چو واقف نیست او
رہنمائی چون کند آخر بگو

چون نشد واصل نباشد رہنما
زو مجو چیزے چو ہست او بینوا
این چنین گستاخ گر تابع شوی
رہ نیابی عاقبت گردی غوی

اس سے بچنا فرض ہی تجکو جوان
تا نہو تو عشق حق سے بدگمان
کیونکہ یہ ہین رد حق سے بے نصیب
بے نصیبون کو نہین ملتا حبیب

در بیان اطاعت پیر کامل

گر تو چاہے وصل حق ای بے خبر
کاملون کا خاک پا ہو سربسر
اس صفت کا کر ملے تجکو گدا
اسکے در پر جان و دل سے ہو فدا

سب سے ہو آزاد انکا ہو غلام
جب ملے دین کا مزہ تجکو تمام
جب تلک انکا نہووے خاک پا
راز حق ہرگز نہووے تجپہ وا

یہ لکھا عطار نے ای با شعور
پڑھ کے کر دل سے تکبر اپنے دور
منکہ دامن از جہان برچیدہ ام
عشق اہل دل ز جان بگزیدہ ام

منکہ دارم از ہمہ عالم فراغ
مہر کامل کردہ ام در سینہ داغ
منکہ از سیر دو عالم رستہ ام
ہر در اہل دلان خاک درم

من کہ بر فرق سلاطین افسرم
پیش ایشان از گدایان کمترم
منکہ عرش و فرش ہر دم زیر پا
میکنم از خاک ایشان توتیا

منکہ از آدم ز قید ہر چہ ہست
پیش ایشان گشتہ ام چون خاک پست
منکہ از دنیا و عقبی ام فارغم
در سپہر فضل چون مہ پارہ ام

رومی مے مالم ز عجز و افتقار
دائما بر آستان این کبار
خوشہ چین خرمن اہل دلم
خاک راہ کاملان منزلم

انکے ظاہر پہ نہ کر ہرگز نظر
نور باطن انسے حاصل کر پسر
یعنی ظاہر سے بری ہی انکی جا
پر نہین واقف ہی تو ای خوش خصال

انکے ظاہر مین اگر ہو کچھ خلل
تو نہ کرنا اسپہ کچھ ہرگز عمل
دیکھ فرماتے ہین کیا وہ ای عزیز
یعنی حضرت مولوی پر تمیز

ملت عشق از ہمہ دینہا جدا ست
عاشقان را ملت و مذہب خدا ست
وسوسہ یہ ہو جو شیطان لعین
دل مین تیرے اسکا کچھ ای مرد دین

خضر و موسے کا تو قصہ پڑھ عزیز
تا کہ ہو اس راز سے تجکو تمیز

قوله تعالى قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

تیری نیکی ہر بدی انکی عجیب
فرق یہ ہی یاد رکھ ای بے نصیب
دیکھ تو یہ مولوی نے کیا لکھا
پڑھ ذرا اسکو تو ای مرد خدا

طاعت عامه گناه خاصگان / وصلت عامه حجاب خاص دان
عام را با شیشه و نقش و نگار / خاص را با روشنی گردد قرار
مولوی کی سن نصیحت اے اسیر / اولیا کا جب ہو منظور نظر
ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر / دامن آن نفس کش سخت گیر

عام را باشد نظر بر فعل و اسم / پیش خاصه محو گردد صفت و اسم
گر نظر در شیشه داری گم شوی / زانکه در شیشه ست اعداد دوی
خاک شو در پیش شیخ با صفا / تا ز خاک تو بروید کیمیا
چون بگیری سخت آن توفیق هست / در تو هر قوت که آید جذب اوست

در بیان صفت مجذوب سالک

اب تو سن مجذوب سالک کا بیان / تا کہ تجھ پر نیک و بد سب ہو عیان
بعد اسکے ہو سلوک السالکان / ماسوا حق کے ہو سب تنہا بر و تن
منتہی کا یہ ہے جذب اے نیکبخت / یہ طریقہ سب طریقوں سے ہے سخت
یعنی ہو مخلوق میں جو جان و تن / جان ہو حق کی طرف ہر جان من
حق نے بھیجا اسلیے اسکو یہاں / تا کہ ہووے خلق اس سے فیضیاب
اسکی صحبت سے ہو جذب احمدی

یعنی وہ مجذوب سالک کی سیر / جسکی صحبت سے ہو جذب اقبال سیر
یاں تلک پوشیدہ ہو اے ذی ہنر / قدسیوں کو بھی نہو اصلا خبر
حکم اسکو ہے کہ رہ سب سے بہم / پر نہووے عشق سے باہر قدم
جسکا یہ ہے حال اے عالی گہر / صحبت بد سے نہیں اسکو خطر
جسکو ایسا ہو سلوک اے مرد دین / وہ گدا ہے عشق کا شہ بالیقین
پیر ارادت تیری ذوق ہو ذرا

قولہ تعالی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء

بے ارادت کے نہیں ہے حق تمام / انبیا کی گر ہدایت پر نظر
یعنی ہوا خلاص مرشد سے تمام / جب تجھے ہو جذب حق اے نیکنام

در بیان اقسام جذب

دو طرح کا جذب ہے اے نیکمرد / جسکو یہ حاصل ہے وہ عالم ہے فرد
عام کہتے ہیں اسے عالی گہر / جسکو نسبت پیر سے ہو سر بسر
نسبت پیر اسکی ہے لیکن خلاف / یعنی نسبت احدی کے بے خلاف
نسبت احمد احد کی ہمسری / غرض یہ جو ہر دو ہے اے بیخبر
جس سے نسبت تجکو ہوی نکلا / یاد رکھ وہ ہی ہے نسبت سلیمان

ایک تو ہے خاص دیگر عام ہے / خاص ہے بس عام کا انجام ہے
خاص یہ ہے یاد رکھ عالی جناب / نسبت احمد سے جو ہو فیضیاب
جسکو نسبت پیر کی ہو بوالفضول / ہر دو عین نسبت ذات رسول
مخزن نسبت ہے مرشد اے حبیب / اسکو حاصل کر اگر ہے با نصیب
اس مثل کو سن تو راضی ہو متصل / اسمیں لکھتا ہوں میں ایک حکایت بدل

در بیان زاہد خشک و زن فاسق کہ آخر کار ہر دو کامل شدند

اک گدا پڑھتا تھا صحرا میں صلوات / وقت مغرب کے سنو اے نیک ذات
دیکھ یہ زاہد ہوا زن سے خفا / اور کہا زن سے کہ سن اے بیحیا
سن کے یہ زاہد سے زن نے کہی آہ / یہ کہا کیسے ہو کیا آدمی راہ
فسق نے دل پر کیا تھا اثر / تن بدن کی کچھ نہ تھی تجکو خبر
اسکے زن سے یہ نصیحت کر شتہ / گر پڑا زاہد زمین پر بیخبر

زن وہاں آئی چلی آگے آ تھی / پار کھا اسنے مصلے پر پلید
میں ادھر آ کر تھا یار پر فرض حق / تو نے پار کھا یہاں کیوں اے تقی
فسق کی نیت سے جاتی تھی چلی / تجکو دیکھا نہ مصلے اے تقی
حیف ہے صد حیف تجھ پر اے گدا / تو نماز حق میں دیکھے ہے خدا
بیخبر تھا پر یہ کہتا کردگار / نور وحدت زن یہ کہنے لگی

یہ ہے مرشد میں نے بس اسکا بیان
تو دکھا اسکو خدا راہ سعید

یعنی اپنا عشق دے اسکو خدا
وہ بدم جب سے ہو تجھ پر فدا

التجا زاہد کی حق نے کی قبول
زن گئی افعال بد سب بے

عارف حق وہ ہوئی ایسی عزیز
ماسوا حق کے نہ تھا اسکو تمیز

جب ہوا زن کا یہ رتبہ اے پسر
دیکھ کر زاہد کو زن نے آہ بھر

یون کہا اے خالق کون و مکان
ظاہر و باطن ہے سب تجھ پر عیان

اسکے باعث سے کیا مجکو قبول
کر قبول اسکو خدا پھر رسول

یہ ہوا آخر زن کی دعا کا پھر اثر
ہوگیا زاہد بھی عارف باخبر

حق پسندی حق کو ہے از بس پسند
یاد رکھ اس بات کو اے ہوشمند

راست گوئی سے یہ رتبہ اے سلیم
زن کو حاصل ہوگیا از بس عظیم

حق پسندی سے نہ غافل ہو عزیز
شل زاہد تاکہ ہو تو باتمیز

یہ پسند حق ہیں دونون اے حبیب
جو کہ خالی ان سے ہے وہ بے نصیب

خود پسندی شیوۂ شیطان ہے
کذب گوئی غارت ایمان ہے

یہ ہیں دونون فعل بد ایسے پلید
کر دیا لاکھون کو غارت اے سعید

تو نگہبان اسکا رہ ہر روز و شب
شل شیطان تا نہو تو بے ادب

زن نمط بیخود ہو نسبت میں فنا
جب تری ہو نماز اے باخدا

در بیان صلوٰۃ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

دیکھ سفیان کو کہ پڑھتے تھے صلوٰۃ
شام کی مسجد میں سن اے نیک ذات

جبکہ پہونچے نستعین پر اے پسر
گر پڑے بیتاب ہو کر بیخبر

جبکہ فارغ وہ ہوئے عالیجناب
اُنسے پوچھا ایک نے اے فیضیاب

کیون گرے بیتاب تم اے باصفا
بھید اسکا دو ذرا مجکو بتا

پھر یہ سفیان نے کہا اے بیخبر
رو برو حق کے نہ ٹوٹے کیون کمر

وان کھڑا کہتا ہون حق سے یارب
بس دعا مانگون میں تجھ سے روز و شب

گر یہ فرمائے خدا اے کذب گو
پھر اسیر ان سے کرے کیون جستجو

کیونکہ تو پابند ہے تدبیر کا
کیون نہ تو شاکر رہا تقدیر کا

یہ تصور دل میں جب آیا پسر
شرم سے اسکے گرا میں خاک پر

سن چکا غافل یہ اب تو گفتگو
ترک کر حق کے سوا سب کو تو

جب حضور دل ہو حاصل اے پسر
ورنہ کیا ہے نان و حلوا بیخبر

دیکھ تو یہ کیا لکھا ہے آشکار
مولوی روم نے اے نابکار

تا نسازی سوی دل وضو
کی نماز عاشقان آید زتو

اے کہ ترک تن بود اصل نماز
ترک خویش و ترک فرزندان و از

مے نیرزد آن نماز لود و جو

آنکہ با اغیار دارد دل گرو

قولہ تعالیٰ اِنّی اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِی وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی

ہر گھڑی ہر لحظہ رکھ حق سے نیاز
جب لگے ہو پنجگانہ یہ نماز

دمبدم جسکو نہو حق کا حضور
پھر کہاں اسکی نماز اے ذی شعور

کیونکہ غفلت میں یہ کیو روز و شب
پھر خیال رب بھلا آتا ہے کب

اسلیے لازم ہے تجکو اے پسر
حق سے کوئی دم نہو تو بیخبر

دیکھ فرماتے ہیں یہ حضرت نبی
گوش دل سے سن ذرا تو اے اخی

چشم میری بند دل بیدار ہے
یعنی دل یہ خواب میں ہشیار ہے

تیری بیداری ہے سونے سے بتر
خواب کا کیا ذکر ہے اے بیخبر

اس حدیث مصطفےٰ سے اے زبون
صاف ثابت ہے صلوٰۃ دائمون

جبکہ نماز پنجگانہ ہو ادا
پیشتر اسکو ادا کر باخدا

مولوی روم نے اے بیخبر
کیا لکھا ہے دیکھ تو یہ پر اثر

صاحب ایمان ہمان باشد ہمان
گو نباشد غافل از وے یکزمان

پنج نوبت باید کنی ہر دم سجود
عارف از وی یکزمان غافل نبود

ہر سرے کو سجدۂ سجان کرد
حق مراد از صاحب ایمان کرد

جبتلک ایسی نہیں پڑھتا نماز
پھر کہاں تیری نماز اے حیلہ ساز

لطافت
قیامت کے روز آدمی ایک ہی عمر کا پیدا ہونگے ۱۲

دربیان مذمت خیال الفت ماسواے حق

دل مین تیرے یہ مرض لینا ہی بیس	حشر تک چھوٹے تجکو ای سعید	دل مین تیرے جسکی نسبت ہو کمال	حشر اسکے ساتھ ہوی ذی جمال

حدیث شریف یحشر الناس یوم القیمۃ علی نیاتہم

یہ حدیث مصطفے ہی ای جوان	حشر ہو نیت پہ تیری بیگمان	مولوی رومی نے بھی ہی یہ بسر	کیا لکھا ہی دیکھ کر ہو با خبر
ہر چہ در دنیا خیالت آن بود	تا ابد راہ وصالت آن بود	جز خدا کچھ فکر مت رکھ ای پسر	یہ کرے گی خوار تجکو سر بسر

دربیان کشت آخرت

دل ترا ہی کشت مرشد کاشتکار	جو وہ بووے وہی نکلے ہوشیار	عشق ہی اس کشت کا جوتا پسر	ہل ہی اسکا فکر حق ای ذی سیر
بیل مین بس اکشت کی ای نیکدان	یعنے تنہائی و بیداری جوان	ہی بجاے چاہ چشم اشک ریز	ہی بجاے شاہ شاہ رستخیز
ہی بجاے تخم نام ذوالجلال	کشت دل مین اسکو بوا ہی باکمال	ہین بجاے پاسبان ظاہر عمل	گر نہو ان یہ کشت مین آوے خلل
جب اگا نیری ہی ہووے کشت زار	عجز کے آرے سے کاٹ ای ذی شعار	لا کے میدان مین تو کھرمن لسبر	دے ہوا ثبات کی پھر سر بسر
برق سے خرمن کو رکھنا تو بچا	برق یعنے شرک ہی ای باخدا	جب نکالے خوشہ سے دانہ عزیز	پھر نگہبان اسکا ہی ای باتمیز
کیونکہ دشمن اسکے ہین لاکھون جوان	بے نگہبانی نہ چھوڑین بیگمان	بند کر غلہ کو اسجا ہوشمند	جس جگہ پہونچے نہ موشون کا گزند
جب تلک انکی نہین کرتا دوا	کشت تیرا سب خراب ہی باخدا	دیکھ فرماتے ہین کیا وہ باصواب	یعنے حضرت مولوی عالیجناب
اول ای جان دفع شر موش کن	بعد ازان در جمع گندم خوش کن	جانتا ہی وہ مکان ای بیخبر	جس جگہ پہونچے نہ موشون سے ضرر
یعنے وہ دل جو ہر جان ای جوان	وان نہین عشقون کا ہرگز نشان	موش کیا ہی جانتا ہی ای حبیب	یعنے شیطان لعین بے نصیب
یہ پھرے ہر رگ مین مثل خون	پر نہین دل مین راہی ذو فنون	کیونکہ اسمین نور حق ہی آشکار	ہو گریزان دیکھ شیطان نابکار
	دیکھ فرماتے ہین عطار ولی	گوش دل سے سن فرا اسکو اخی	

شرافت
ایمان والون کے دل عرش الٰہی ہین ۱۲

دربیان اوصاف دل

دل چہ باشد غیر نفس ناطقہ	آنکہ از حق تافت برق بارقہ	دل بمعنی جوہر روحانی است	دل نہ از جسم است و نہ جسمانی است
کس نداند قدر دل جز اہل دل	نیست دل آن بستہ با آب و گل	اہل دل شعلہ ز دل شد اہل دل	ورنہ ہمچون خر فرو ماند بگل
مقصد مقصود خلوت این دل است	ہر چہ میخواہی ازین دل حاصلست	ہر چہ عارف اندر دل خواندہ است	از کتاب درس ست افسانہ است
این چنین دل را تو از عارف طلب	دل مجو زین ہست جام بے ادب	بے تعلم حق دہد او را علوم	علمہا ہے برتر از درک و فہوم
دل یہ کیا ہی شاہد مقصود ہی	دل یہ کیا ہی ساجد مسجود ہی	دل یہ کیا ہی مخزن اسرار ہی	دل یہ کیا ہی مطلع انوار ہی
دل یہ کیا ہی مرآت اہل دلان	دیکھتے ہین نور حق اسمین عیان	دل یہ کیا ہی جام جم ای بے بصر	نیک و بد آتا ہی اسمین نظر

حدیث شریف قلوب المؤمنین عرش اللہ تعالی

دل کو فرمایا کہ ہی عرش خدا
صاحب لولاک نے ای باصفا
دل ہوا ہی خاک از عشق خدا
آئینہ رو دیتے ہین اس سے جلا

دل نہین ہی یہ بجز بیکنار
وسعت اسمین نجشان مشتہار
عرش و کرسی ہفتم اقلیم دگر
اسکے اندر دیکھ لے ای بیخبر

دل نہین ہی لحم و شحم و گوشت پوست
دل ہی وہ حاصل ہو جس سے بوے دوست
وہ صفت خاص ہی سے موصوف دل
سمجھو اسکو تیرا ہی اہل دل

پاک ناظر پاک وہ منظور ہی
وہ نہین دل جو کہ اس سے دور ہی
کیا لکھون اوصاف دل ای خشت گل
گوش دل سے گر سنے ہو سینہ چاک

یعنی فرماتے ہین کیا وہ باخدا
مثنوی مین مولوی باصفا
دل گذرگاہ خلیل اکبر ست
کعبہ بنگاہ خلیل آذر ست

دل بدست آور کہ حج اکبر ست
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر ست
سن ذرا عطار کی یہ گفتگو
تاکہ واقف اس سے ہو خوش خو

دل چو شد برباد غیر او حرام
گر بدانی او بود بیت الحرام
درد حق ہی جان دل اہل دل
پر نہین واقف جو خود ہی آب گل

در بیان درد حق کہ از قرآن مجید ثابت است

یون کہو ہاتھون کو تم کرکے دراز
از طفیل مصطفی ای کارساز
ایسی آتش کرم دل مین نہان
ہو اگر ظاہر جلے کون و مکان

آہ جب نکلے تو ہو سب پر اثر
کو وہ تڑپے گر پڑے پیری نظر
بیقراری سے مجھے بس ہی قرار
فضل سے ہو فضل پروردگار

سوز و درد خاص سے افسردگی
زندگی عاشق کی ہی پژمردگی
اسقدر دے سوز دل پروردگار
چشم دل سے خون بہے لیل و نہار

کیونکہ حاصل جسکو تیرا درد ہی
دو جہان مین وہ بلاشک فرد ہی
باعث ایجاد عالم ہی یہ درد
سرفرازی بخش آدم ہی یہ درد

جسکا دل با درد ہو عالی نسب
اس سے ملتے ہین فرشتے با ادب
جو کہ دل وابستہ ہی اسکی کلید
درد ہی ہی درد ای مرد سعید

جسکو درد حق نہو عالی گہر
وہ نہین ہرگز بشر ای باخبر
جو کہ ہی بیدرد وہ حیوان ہی
گرچہ ظاہر شکل مین انسان ہی

درد ہی اخلاص حق از بس لطیف
تو نہین واقف ہی اس سے ای کثیف
یہ سخن با درد سن عطار کے
عاشق صادق تھے وے سرکار کے

ذرہ درد خدا حاصل ترا
بہتر از ہر دو سرا حاصل ترا
ذرہ عشق از ہمہ آفاق بہ
ذرہ درد از ہمہ عشاق بہ

درد حاصل کن کہ درمان درد تست
ہندو عالم دادہ وجان درد نیست
ہر گذر از زاہدی و سادگی
درد باید درد کار افتادگی

ہر کرا درد نیست درمانش مباد
خانکہ درمان خواہد او جانش مباد
مولوی فرماتے ہین ای بیخبر
اس کلام آتشین پر کر نظر

آتش ست این بانگ نای و نیست باد
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد
درد کا انکار جسکو ہی وہ خر
بلکہ بدتر اس سے ہی وہ بدگہر

یہ لکہا عطار نے کیا ہی عجب
دیکھ کر انسان کو گر ہو تاب و تب
حق ہمین یہ کہ انسان گو فی المثل
ہمچو گاو دست چو خر بل ہم اضل

رو باسفل اسود او چون گم خبر
نیستش کارے بغیر از خواب و خور
بے نصیب است ہر کما ہست آن گروہ
غافل از ارباب حالت آن گروہ

مولوی کے سن تو یہ طرز کلام
دیکھو کیا ہوتا ہی ثابت نیکنام
بر محمد بود ابوبکر نکو
دید صد نقش گفت نہ او صادقو

چون نبود درد بوجہل از اصحاب
دید صد شق القمر باور نکرد
نقص یہ تھا بوجہل مین ای عزیز
اسلیے دین سے رہا وہ بیخبر

یعنی تھا بیدرد وہ زشت پلید
کسطرح ہوتا بھلا پاک و سعید
سن حقیقت درد کی اچھی طرح
تا نہو با درد بر تو طعنہ زن

یہ کلام پاک رب دو جہان
گوش دل سے تم سنو ای مہربان

قولہ تعالے انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم

جبکہ سنتے ذکر حق ہیں مومنین خوف حق ہوتا ہے دل پر جانشین

قولہ تعالے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ذلک ہدی اللہ یہدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد

یاد کرتے ذکر حق ہیں باحضور دل کو اس سے ہوتا ہے ازبس سرور یعنی ہستی مست ہوتی ہے عزیز ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز

جانتا ہے نیستی کیا ہے پسر غیر حق یعنے نہو دل پر اثر

دربیان سبب جذب اہل حق

جسکو گھڑی ہو اس اثر کا کچھ ظہور نفس عاجز روح ہووے ذی شعور لیک تن سے جان کو نسبت ہے کثیر اس سبب سے وہ ہے عاجز سخت تر

یعنے جان ہے پاک چاہے پاک کو تن نجس ہے خاک چاہے خاک کو تن کی خواہش ہے نہ چھوڑوں جاے خاک جان کی خواہش ہے کہ ہوں اصل پاک

تن یہ کہتا ہے نہ جاؤں عرش پر جان کہتی ہے رہوں کیوں فرش پر جان و تن میں یہ نزاع و شور ہے مقتضا ہر ایک کا دائم اور ہے

قولہ تعالے قل الروح من امر ربی

جان یہ کہتی ہے کہ ہوں ان مرزب ہیں مقید آب و گل کی ہونگی کب تن یہ کہتا ہے کہ ہوں آب و خاک تو کہاں اور زمین کہاں اے اصل پاک

یہ نہ چھوڑونگا تجھے ای نیکنام تجھسے روشن ہے مرا خانہ تمام قید تن سے جان نہیں ہوتی رہا تاکہ حاصل ہووے اسکو مدعا

کھینچتا ہے اسکو تن اپنی طرف اس سبب سے جان کو ہوتا ہے شغف اس تخالف کے سبب سے عاشقین دست و پا کو مارتے ہیں بر زمین

سوادق کا یہ کلام اے اہل دل ہے اسی مضمون پہ بیشک مشتمل روح سے صحبت سو جسم بر زمین سوے آب و گل شدے در سفلین

اسقدر ہیں دست و پا زن خاک پر شور و غل پڑجاتا ہے افلاک پر مولوی فرماتے ہیں اے کور و کر مثنوی میں اسطرح پر کر نظر

جیسے ہو پاک سے جان لامکان لامکان فوق وہم سالکان لامکانے کہ درو وہم آیدت ہر دو سوے خیالے زایدت

از نیستان تا مرا ببریدہ اند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند درد سے تڑپیں جو انسان خاک پر رشک سے رو دیں ملک افلاک پر

یہ لکھا عطار نے سن اے حبیب قدسیوں کو یہ نہیں رتبہ نصیب قدسیان را عشق ہست و درد نیست درد را جز آدمی درخور نیست

درد اسکو کہتے ہیں اہل عقول ماسوا اسکے نہیں سن اے جہول جاہلوں کے قول پر مت کر نظر حاصل اسکو کر اگر ہے با خبر

سن امام اولیا عطار سے لگتے تھے یہ سدا استار سے کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردِ دل عطار را

دیکھو فرماتے ہیں مولانا ے روم قدر کب جانے ہے اسکی جغد بوم ای خنک چشمے کہ آن گریان اوست دی ہمایون دلی کہ آن یار دوست

دربیان جذب کہ بغیر محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیچ فائدہ نکند

ہو اگر جو شرع احمد کا نثار درد اسکا راست ہے اور باوقار جو خلاف آنجناب پاک ہے درد اسکا سر بسر خاک ہے

قولہ تعالےٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جو خدا انکا وہ مولا کا خدا — ہے وہ اطاع اللہ فرمان خدا
جسنے کی انسے محبت ای حبیب — نور وحدت ہوگیا اسکے نصیب

جس زمین پر نقش ہون انکے قدم — اسکو چومین سب ملایک دمبدم
ہووے جس جا پر لکھا حضرت کا نام — اولیا آنکھین ملین ہر صبح و شام

حب احمد سے ہی بس وصل خدا — کیون نہین ہوتا دلا انپر فدا
مصلقہ ہو دل کا حب مصطفےٰ — بے محبت کے نہو دل پر جلا

جسکو حب مصطفےٰ حاصل نہین — بالیقین وہ ہی لعین ہی لعین
گرچہ وحدت کا کرے سو سو قرار — بے محبت کے نہین ہوتا شمار

حدیث شریف لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

حب انکی شرط ایمان ہی ہے — ہے یہ مضمون حدیث معتبر

حدیث شریف من رآنی فقد رای الحق

من رآنی کو تو پڑھ لے عزیز — جب تجھے ہو شان احمد سے تمیز
پر نہ ہے نسبت کے ہوس شعور — کیونکہ جاہل ہین تو دل کے کور

یہ خطور دل جانین ای حبیب — جب تلک کامل نہو نسبت نصیب
لیک نسبت تین ہین ای نازنین — جسکو حاصل ہین وہ ہی مرد دین

ایک بھی گر ترک ہے تجھسے حبیب — نور وحدت سے ہے تو بے نصیب
انکو لاوے جب بجا جی جان سے — پھر تو پاوے کچھ مزا ایمان سے

ماسوا اسکے نہین ہوتا حصول — جو کرے اسکے سوا وہ ہی فضول
چوب کو بھی دیکھ نسبت با رسول — ہجر سے رویا وہ مثل ذی عقول

دربیان ستون چوب حنانہ

تھا ستون چوب حنانہ بنام — اس سے لگ کے بیٹھتے خیر الانام
ہجر سے حضرت کے رویا اسقدر — جیسے روے طفل بے مادر پدر

سسکیان بھر بھر کے کہتا تھا میں فدا — یا نبی اللہ نہو مجھسے جدا
جب ستون چوب کو یہ درد ہو — حیف ہی انسان اگر تو سرد ہو

چوب مین تاثیر ہے اب تک بسر — مولوی کے قول پر کر تو نظر
بشنو از نے چون حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند

وائے بدتر چوب سے ہم ہین بسر — جنس سے اپنی نہین ہمکو خبر
خاص نسبت ہے ہمین انسے سلیم — بحر وحدت کے جو ہین در یتیم

باوجود اسکے نہین ہم مین اثر — جیسے رکھتی چوب ہی عالی گہر
کیونکہ جب چھوا نبی نے ای ستون — چاہتا کیا ہی بتا ای ذو فنون

تب کہا انسے کہ ہون سب سے جدا — اور رہا ہون با لقای مصطفےٰ
دیکھ ہمت چوب کی ای بے بصر — ہو گئی طالب بقا کی سر بسر

گر نہین نسبت تجھے با مصطفےٰ — تو ہے بدتر چوب سے ای بے حیا
لیک اسمین نکتہ ہے باریک تر — یاد رکھو اس بات کو عالی گہر

یعنے طاعت اور محبت اور رہ — گرچہ ظاہر سب کا ایک ہی طور رہ
یا کہ قولی یا کہ فعلی ای پسر — بے محبت ذات کے سب بے اثر

یہ محبت کی ہے صورت ای حبیب — جان ہے لیکن یہ صورت بے نصیب
یہ ہین دونون پوست بے مغز ای فتا — گر نہین نسبت تجھے با مصطفےٰ

اسکو پیدا کر اگر ہے ذی شعور — جب تجھے ہو نور وحدت سے حضور
دیکھ حنانہ کو تھا عشق رسول — ہجر سے رویا وہ مثل ذی عقول

دیکھو تھا یعقوب یوسف کے ساتھ — روتے روتے دھوئے بینائی کے ہاتھ
دیکھ تھا صدیق کو با مصطفےٰ — جان و مال اپنا کیا انپر فدا

دیکھ تھے عاشق عمر عالی وقار — کر دیا بیٹے کو سنت پر نثار
دیکھ تھا عثمان با حلم و حیا — قتل تک وہ عاشق احمد رہا

دیکھتے تھے حضرت علی دار الگھر
جان جانے پر نہ کی کچھ بھی نظر

دیکھ تھے حضرت بلال ذی نقول
جان دیگر کی تمد ہو حصول

حکایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ

گوش دل سے یہ حکایت سن عجب
تاکہ ہووے درد دل بالعجب

اک صحابی نبی والا تبار
نام تھا انکا بلال باوقار

عاشق احمد وہ والا شان تھے
جان و دل سے اپنے وہ قربان تھے

کوئی دم حضرت سے ہوتے گر جدا
سرزمین پر لوٹتے وہ جابجا

اسقدر نسبت تھی انکو با رسول
گوش دل سے سن ذرا ای بوالفضول

بعد وصل رحمۃ للعالمین
آئے زیارت کے لیے وہ مرد دین

جب پڑی انکی مدینہ پر نظر
گر پڑے بیتاب دل سے آہ بھر

خاک میں غلطان مگر با درد و غم
یہ ندا کرتے تھے ای شاہ امم

ہیں کہاں نعلین تیری نور عین
دیکھنے سے جنکے عشاقوں کو چین

دے دکھا مجکو ذرا ای میرے حبیب
آنکھ کو اس سے ملون تسکین بے نصیب

یعنی دو اپنے کف پا تم دکھا
تا کروں میں جان و دل اسپر فدا

کہکے یہ پھر رو اٹھا وہ بھر کے آہ
کس طرح حاصل ہو ای شہ پناہ

میری قسمت ہی کہاں ای نبی العلا
تیری نعلین پہ ہوں جان فدا

گفتگو یہ کر کے با سمت مزار
بس وہاں آن سے ہوا با چشم زار

جبکہ پہونچا وہ مزار پاک پر
گر پڑا بیتاب ہو کر خاک پر

آب بن ماہی ہو جیسے بیقرار
اس طرح پر وہ تڑپتا دل فگار

دیکھ کر یہ حال اصحابی تمام
گرد و پیش اسکے ہوئے سب خاص و عام

کوئی کہتا ای بلال دردمند
صبر کر اسجا پہ تو ای ہوشمند

کوئی کہتا ای بلال ذی شعور
کیا چلا تو بھی پیمبر کے حضور

کوئی کہتا ای بلال پر شرر
حال سے اپنے ذرا دے تو خبر

تب لگا کہنے یہ وہ اندوہگین
کچھ نہ پوچھو حال ای اہل یقین

کیونکہ جلجاوے زمین و آسمان
گر کروں میں سوز دل کا کچھ بیان

تین دن تک وہ رہا با وجد و حال
پھر گیا مسجد کو وہ ای با کمال

پیشتر تھا وہ موذن نامدار
بانگ پر جسکے ملک تھے جان نثار

جب گئے مسجد میں یاروں نے کہا
بانگ اب پھر دیجیے بہر خدا

وہ زمانہ پاک جس میں تھے رسول
آج پھر ہمکو سنو ہو حصول

کہکے یہ سب آ گئے ای مصطفا
وصل اپنا دیجیے بہر خدا

زندگی ایسی ہے اب تم بن خراب
یاریوں کو بھی نہ ہوگا یہ عذاب

جیسے تم پوشیدہ ہو شمس جمال
ماہ کے مانند اپنا ہے زوال

کوئی پرسان ہے نہیں اب عشق کا
کوئی پرسان ہی نہیں اس وجد کا

گفتگو کرتے تھے یہ جب ہمدگر
شق ہوتے تھے جگر انکے پسر

یہ شکایت جان سے کرتے تھے بلال
دوست بن آتی ہے کب خوش حال دل

جان سے کہتے کیوں ہے تو بے خبر
چشم ایمان کا گیا نور البصر

یہ کیا تو نے غضب ای بے نصیب
کس طرح یاں پر رہی تو بے حبیب

کیا کروں میں حکم حضرت کا نہیں
ورنہ کرتا ذبح تجکو میں یہیں

تو نے کی مجھسے دغا کیا بیوفا
حشر میں ہاں دیکھیو تو اسکی سزا

نور احمد پر فنا ہوتی اگر
زندہ ہوتی با بقا ای بیخبر

سخت حیران ہو کہا پھر ای الہ
تو دکھا اسکو جو ہے اسکی پناہ

کیجیو تو عفو کی مجھ پر نظر
رد یہ سمجھا نہیں کوئی بشر

یا الہ العالمین میں ہوں غلام
جان نکلے میری یا خیر الانام

جب کہا یہ عاشق معبود نے
رو دکھایا شاہد مقصود نے

غیب سے آئی ندا سن ای بلال
یہ مقام قرب ہی مت کر ملال

کوئی دم باقی ہی تیری فصل کا
ڈر نہیں ہے یہ زمانہ وصل کا

آخرش دی بانگ با سوز حزن
رو پڑے سارے وہاں کے مرد و زن

پڑھکے لا کو یوں کہا پھر وہ نگار
تجھ سوا کوئی نہیں ہے کردگار

پھر کیا الا کا ظاہر جب بیان
نور وحدت ہو گیا سب عیان

جبکہ پہونچے نام احمد پاک پر
عرش کے ساکن دیتے تھے ندا
یون لگے کرنے دعا انٹر و الجلال

شمع سان جلکر گرے نکلی ہے جان
قالوا انا تم پڑھو شب ہر بلا
درد ہمکو کر عطا شل بابال
درد سے انکار جسکو آئے کیا

دیکھ کر تھرا گیا عرش برین
دیکھ کر یہ حال اصحاب کبار
اب لکھ عاجز وہان کا سوز و درد
وہ ہر شیطان شکل انسان بیجا

عاشق صادق اگر ہے بینوا
گر پڑے فرش زمین بیتاب
رقص مین آجا کہین اہد یہ درد

دربیان سوز و درد خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدیق

سوز دل صدیق کا سن اے تو ہم

تاکہ ہو و درد دل سے باخبر
زاہدان خشک ہت کر خیال

استقدر تھا درد و سوز صبح ابر
درد دل حاصل تو کر ازی خصال

دل سے آتی تھی سدا بو کباب

دربیان سوز و درد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

دیکھ کیا باورد تھے حضرت علی
رفت موسے باز آمد باشتاب
گفت پندارم ز درد کار خویش

یہ لکھا عطار نے سن اے اخی
گفت پیغمبر ہست نیست حب
مرتضے با چاہ گفت اسرار خویش

مصطفے جانے فرود آید بہ
مصطفے چون این سخن از وی شنید
چاہ خون شود زان تابش بود

گفت آب ریکبر از چاہ
آن زمان انگشت باو دندان گزید
لاجرم پر خون شدہ آلش بود

دربیان سوز و درد خلیفہ برحق حضرت عمر

درد دینے خوف تھے ایسے عمر
تھا یہی ابن عمر کا حال زار
ہے یہ تحفی کی روایت جان ہین
پڑھ چکی جب وہ نماز کبریا
جب سنا یا مین نے قران مجید
آسمین ہر تفصیل سے سبھا انکار
کیونکہ یہ ہے معجزہ قران کا
منحرف اسکا جو ہے شیطان ہے

سن لو واقع گر پڑے وہ آہ بھر
پڑھ کے یوم گر پڑے وہ آہ مار
قریہ کوفہ مین تھی اک پیرزن
عجز سے مین نے سلام اسکو کیا
آہ بھر کر گر پڑے ہو کر شہید
دیکھ کر اسمین تو کر کچھ تیں قال
ہو شکستہ سن کے دل انسان کا
کیونکہ سنکر عظمت حق جان ہے
وہ نہین ہو سن حقیقت ہے یہ سخم

خشیت حق کا ہوا ایسا اثر
اک صحابی تھے زار زار وقار
وہ کھڑی پڑھتی وہ اق تعالی کلو
مجھسے پوچھا تجکو قران یاد ہے
اس نمط کے دیکھ اصحاب رسول
تو نہین قائل ہے اسکا نالکار
بلکہ تاثیرات قران بالیقین
بلکہ بد تر کا فرو سے وہ لعین
عظمت حق سے جو خالی ہو شہ

اک مہینے تک ہے وہ بخبر
پڑھ کے قران ہو گئے حق اختیار
عشق حق سے وہ ستود نیکند
پڑھ ذرا اس سے مرا دل شاہ ہے
جا کہا میں نے تو اہی مرد فضول
روبرو حق کے تو ہو گا شرمسار
سنکے بیخود ہوتے کفار لعین
سخت دل نے زبان وہ بالیقین

قولہ تعالی انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیت علیہم ایتہ زادتہم ایمانا

انماہم مومنون کی شان مین

آیا یہ عقر ہے قرآن مین
جستجو کر دیکھ کیا ہے سوز کا

عاجز اگر تو دعا ہے خدا
یہ کھلے ہر راز کبے اہل راز

تا کہ حاصل وہ ہو تجکو درا

حکایت حضرت موسے و درویش عاشق

ایک دن موسے نے کی حق سے دعا
جب گئے موسے تو دیکھا ایک مرد
جلد موسے نے کیا اُسکو سلام
یا کہ اسمین زہر کچھ ای جوان
نام حق سن عاشق حیران نے
دیکھ کر یہ عاشق صادق کا حال
حکم آیا ہین بہت ای با وفا
درد کیا ہی وصل کا پیغام ہی

خاص بندے اپنے دے مجکو دکھا
تن برہنہ کوہ پر آلودہ گرد
کچھ نہ پایا ہو سو اُس سے کلام
راستی سے کر ذرا ہمسے عیان
جان سے دھوئے ہاتھ آتش بجان نے
پھر کیا موسے نے حق سے یہ سوال
نام پر کردین یہ گروہ جان نثار
درد کیا ہی وصل کا انجام ہی
کیونکہ جسکے دل مین ہو اُسکا اخر

تب ندا آئی کہ موسے کر سفر
تھا زبان دل پہ آپکے ذکر ہو
پھر کہا موسے نے ای مست خدا
ہم کرین تیرے لیے حق سے دعا
آہ بھر کر گر پڑا وہ خاک پر
ایسا عاشق اور بھی ہی کیا ای خدا
جو کہ ہین دیدار کے مشتاق تر
یا الٰہی درد کر مجکو عطا
اُس سے بھاگین سب جہنم پر اثر

جا فلانے کوہ پر کر تو نظر
شور تھا ہو کا وہان پر سو بسو
ہو سے ہی دیدار تیرا مدعا
تا کہ حاصل ہو وے تیرا مدعا
روح نے پرواز کی افلاک پر
نام سن تجھپر کرے جان کو فدا
درد انکی ہی غذا ای باخبر
جیسے رکھتا درد یہ تیرا گدا

حکایت حضرت خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حکایت گوش دل سے سن پسر
آگ مین نمرود نے پھینکا انھین
یون کہا اُنسے کہ کچھ فرمائیے
یون دیا پھر عاشق حق نے جواب
ایکدم اُسکا اگر دیکھون ہی

جب مجھے ہو درد حق سے کچھ اثر
آتش سوزان مین پھر رکھا انھین
آپ کو حاجت ہو جو بتلائیے
حضرت جبریل سے کہکے خفا
عرش سے تا فرش جلجاوے ابھی

جب خلیل اللہ کے عاشق ہوئے
آپ جبدم معلق تھے خلیل
ہم کرین رب سے تمہاری کچھ خبر
تیرے دل مین شعلہ زن ہو نار ہی
ماسوا حق کے نہین رکھتا امید

عشق بازی مین جو صادق ہوئے
آئے انکے پاس اُس دم جبرئیل
تا کہ تمکو نار سے وہ دے بچا
آتش نمرود کیا مردار ہی
رب سب جانتا ہی دل کا بھید

قولہ تعالیٰ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم و ارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین

آخرش کو جب ہوئی وہ سرد نار
جا کے بیٹھے تختۂ گلزار پر

در صفت درد

درد کیا ہی مایۂ پیغمبران
درد کیا ہی ہی سلیمان جہان
درد کیا ہی سب سخون کی شاہ ہی
درد کیا ہی نور ایمان ای عزیز
یہ لکھا عطار نے عالی سخن
درد حاصل کر اگر ہی ہوشمند

درد کیا ہی ہادی ضالان
سب پہ پیدا یون کا نسخہ بیگمان
درد کیا ہی عاشقون کی جان ہی
اسکو حاصل کر اگر ہی با تمیز
گوش دل سے سن ذرا ای جان من
معرفت کے بام کا یہ ہی کمند
انکے دل پر تنگ ہی ایسا عزیز

درد کیا ہی رہبر ایمان ہی
درد کیا ہی قاصد دلدار ہی
درد کیا ہی بحر وحدت کا دُر
درد کا کیا وصف مجھسے ہو بیان
ہر کجا این آتش آید کار ساز
زاہدون کے قال ہیت کر رہا حال
حق و باطل کا نہین انکو تمیز

درد کیا ہی قاتل شیطان ہی
درد کیا ہی راز دار یار ہی
آسمان معرفت کا ہی یہ نور
ہر کہان ایسی بھلا اپنی زبان
زر آتش دوزخ کجا ماند اثر
انکو بگٹا نفس نے با صد ضلال

قولہ تعالیٰ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

دیکھ بل ران کو قرآن میں	جو کہ فرمایا ہے انکی شان میں

در بیان مذمت زاہد خشک

دیکھو زاہد یہ حدیث مصطفیٰ	سخت دل ہیں دور از قرب خدا
کیونکہ تم اخلاص سے از بس ہو دور	جان و دل سے تا کہ ہو اس سے نفور
درد کی لذت سے ہو نا آشنا	سچ ہے خر کو زعفران کی قدر کیا
کیا ہو گر عابد و زاہد ہے تو	پر نہیں اخلاص کی اے زشت خو
کیا ہوا گر حج کیا حاجی ہوا	شہر کا یا مفتی و قاضی ہوا
کیا ہو گر تو ہے عالی خاندان	مثل شیطان فخر کیا اے بدگمان
نفس نے اعمیٰ کیا تجکو نہان	ضد حق تجھ پر کیا اُسنے عیان
یہ نہ سمجھا دلمیں تو اے بے بصر	درد سے خالی نہیں کوئی بشر
یہ ہے عالم سر بسر مستی و شور	لیک کب دیکھیں ہوں جو چشم کور
یعنی نسبت جسکی ہو جس سے بسر	درد اسکو اُس سے ہے آئی خبر
زاہد و انصاف سے دیکھو اگر	مکر ہیں دعوے تمہارے سر بسر
تم فقط اک نقشۂ تصویر ہو	سادہ دل ہو اور بڑے بے پیر ہو
کیا ہوا گر ریش کی تو نے دراز	خود پسندی سے نہیں آتا ہے باز
کیا ہوا گر حافظ قرآن ہے	خلق میں تیری بڑی کچھ شان ہے
کیا ہوا گر تو ہوا پیر و مرید	اور کہتے ہیں تجھے سب بایزید
گر مطیع نفس ہے اے بے خبر	سب حاصل تیرا غارت سر بسر
جو شکستہ دل ہیں یا ہیں پر ملول	اُنپہ خندہ زن ہے کیوں اے بو الفضول
سُنکے سعدی کا کلام پُر اثر	ہو نے قدر درد سے تجکو خبر
درد سے خالی نہیں کوئی یہاں	لیک نسبت میں تفاوت ہے میاں
یہ حکایت گوش دل سے سن حبیب	فہم حق ہے تا کہ ہو تو بالنصیب

حکایت پدر مجنون و پدر لیلیٰ

ایک دن الفت سے مجنون کا پدر	لیکے مجنو کو گیا لیلیٰ کے گھر
یعنی اپنا قیس کو داماد کر	اُسکے دل کو رنج سے آزاد کر
تب دیا اُسکے پدر نے یہ جواب	یہ نہیں ہے راے تیری با صواب
جو لکھا تقدیر میں اُسکے ضرور	ہوتا ہے مجنون ہو یا ذی شعور
باپ نے پھر دی ندا ہو کر اداس	آ او نور العین اک دم میرے پاس
گر پڑا بیتاب ہو کر دل حزین	مارتا تھا وہ پڑا سر بر زمین
دیکھ کر دامان لیلیٰ ہے یہ حال	اُسکو گر دیکھے تو جینا ہے محال
ہو یہ پر تاثیر جب دامان زن	نام احمد سے تو کیوں ہے خندہ زن
یا کہ ہووے جیسے نسبت با سیر	یا کہ نسبت جیسی ہو با سیم و زر
نسبت احمد سے خالی تو دلی	اسلیے کرتا ہے تو خندہ زنی
آپ نسبت سے ہی خالی ہر دلی	صاحب نسبت پہ کیوں خندہ زنی
والد لیلیٰ نے اُسنے یوں کہا	قیس کو زندان غم سے کر رہا
اسوا اسکے نہیں کچھ تجکو کام	رحم کر اس طفل پر اے نیکنام
رحم کا باعث ہے جو کرتا نہیں	ورنہ میں مجنون سے کچھ ڈرتا نہیں
گر نہو تمکو یقین اے اہل دین	دیکھ لو تم آپ از عین الیقین
جب اُٹھی لیلیٰ تو دامن پر نظر	جا پڑی مجنون کی اسدم بیخبر
پھر کیا لیلیٰ کے والد نے کلام	دیکھ لے مجنو کو تو اے نیکنام
اسلیے رکھا ہے اُسکو اس سے دور	تا نہ جاوے جان سے یہ بے شعور
ایسی نسبت پر تو پیدا ہوا اخی	جیسے مجنون کو تھی لیلیٰ سے دلی
یا کہ نسبت ہے تجھے جیسی بزن	ہے نبی سے سچ بتا اے سنگ تن
آپ اپنے عیب پر کرتا ہے ان	اسقدر اندھا ہوا اے بد زبان
زنگ دل اُسکا یہ سبب ہے اے حرون	عقل تیری ہوگئی ایسی زبون

جسکے دل میں ہے غرض اے عزیز — حق و باطل کا نہیں اسکو تمیز
گردوا اسکی شتاب ہے شعور — جب تجھے ہو نام احمد سے سرور

دربیان طالب کاذب

یعنی نسبت کرو حاصل تجھا دل — تا نہ ہو شرمندہ پیش ذوالجلال
کیونکہ یہ محشر میں پوچھے گا خدا — مجھسے نسبت تجکو یا مصطفا
یا کہ تھی پیر ولی سے اے حبیب — یا کہ ان تینوں سے تھے تم بے نصیب
سنکے پھر بولیں گے اے پروردگار — عشق سے تیرے تھے ہم سب دلفگار
کوئی بولے اے الٰہ العالمین — نسبت احمدؐ تھی مجکو بالیقین
کوئی بولے اے خدا اے دادگر — ڈھونڈھتا پھرتا تھا مرشد دربدر
کر چکیں جب سب کے سب یہ گفتگو — حکم ہو مجنوں کو لاؤ روبرو
جبکہ ہو وان عاشق لیلی کھڑا — حق کہے انکو کہ دیکھو تم بھلا
کون ہے کسکا ہے عاشق یہ جوان — جانتے ہو اسکو تم اے عاشقان
سب کہیں مجنوں ہے یہ اے حق عزیز — عاشق لیلی ہے یہ مرد حزین
عشق لیلی کا ہے اسپر یہ اثر — جان و تن سے کچھ نہیں اسکو خبر
صورت لیلی کا از بس ہے عشق — بحر غم میں اب تلک ہے یہ غریق
گریہ و زاری و آہ دل فگار — یہ غذا ہے اسکی اے پروردگار
سنکے فرماوے خدائے ذوالجلال — عاشق لیلی کا دیکھا تمنے حال
کوئی تم میں سے بھی ایسا ہے بھلا — غور کر دیکھو تو تم اے بے حیا
خشک تم سب کا ہے کب ایسا بدن — جیسے مجنوں کا ہے دیکھو پیرہن
کھینچا لاکھوں بار ہے غم یا تعب — واسطے لیلی کے دیکھو یہ عجیب
کب تمھارا دل تھا ایسا بیقرار — جیسے مجنوں عشق سے تھا اشکبار
کب کیا ہے پیر لیے گریبان کو چاک — کب ہوئے پیر لیے تم دردناک
کب ہوئے پھرتے لیے بے خواب و خور — کب پھرے ہو تم خوار و خستہ دربدر
کب ہوئے پیر لیے تم چشم نم — کب پھرے روتے ہوئے با درد و غم
کب ہوئے پیر لیے اندوہگین — جیسے فرقت سے ہے پیر کے یا معین
پیر کی خاطر کیا ہستی کو خوار — مفت میں عاشق بنے تم نابکار
ترک تمنے کب کیا مال و منال — کب ملا یا خاک میں جاہ و جلال
واسطے روٹی کے در در تم پھرے — سگ نمط پھر پھر کے آخر تم مرے
مثل روٹی کے نہ تھا پیر الخیال — نسبت حق کا یہی ہوتا ہے حال
تمنے جو سیکھا تو سیکھا نام کو — یا کہ سیکھا نفس کے آرام کو
گر پڑھا تمنے تو علم بے عمل — بیشک و لاریب تھے تم سب دغل
کیونکہ نیت میں خلل جب ہو پدید — پھر عمل ہو کسطرح تمسے سعید
اس خلل کی کچھ نہ کی تمنے دوا — وقت ضایع مفت میں تمنے کیا
کیا نہ سمجھے ہمنے دانا تھے لبیب — نبض باطن دیکھنے والے طبیب

قولہ تعالی حسن اولئک رفیقا

دیکھو بلفظ حسن قرآن میں — ہمنے بھیجا ہے انھوں کی شان میں
بنگئے ظاہر میں تم از بس سعید — پر نہ دیکھا دل کو کیوں ہے پلید
عیب پوشیدہ کیا تاویل سے — یا کہ پوشیدہ کیا تعلیل سے
نیک سمجھے سارے اپنے حال کو — چلنا سیدھا جانا الٹی چال کو
اسلیے سیکھا تھا تمنے قیل و قال — نقص تھے جن پوشیدہ ظاہر ہو کمال
یہ نہ سمجھے دل میں تم اے نابکار — ظاہر و باطن سے واقف کردگار
کیا نہ سیکھی تھی نبی کی یہ حدیث — اس سے ظاہر ہے کہ تم ہو خبیث
لیئے جسکے دل میں کچھ ہو وے خلل — ظاہر اسکا سب ہے اخلاص ہے دغل

قولہ تعالی لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم

کیا نہ دی تھی ہمنے قرآن سے خبر — ہے سلیم القلب پیر کی نظر
کیا نہ کی پیر اولیا نے گفتگو — دل ہو صفا تم کرو نہ زشت خو

لا بنون جس دن نہ نفع دیگا مال اور
نہ اولاد [illegible]
[illegible] دل سلامت [illegible]

بلکہ دشمن جانتے انکو تمام
اور غیبت انکی ہم کرتے مدام

کوئی کہتا حال انکا ہے ریا
یہ نہیں واقف ہے از راہ خدا

کوئی کہتا یہ خلاف دین ہے سب
کیا ہوا اگر کچھ ہین ویسے باادب

سنکے یہ ارشاد حق ای جان من
گر پڑین بیتاب ہو اب مرد و زن

کوئی کہتا ہے ساحر بالضرور
چاہیے رہنا انھون سے جسکو دور

کوئی کہتا کچھ نہیں مجنون ہے
کیا ہوا اگر تابع مسنون ہے

اسطرح کی ہم خرافاتین تمام
اسنے نسبت کرتے تھے ای نیک نام

اسلیے لازم ہے تجکو ای گدا
مثل مجنون ہو خدا پر تو فدا

دربیان محترز شدن طالب حق از صحبت بیدردان

بے محبت کے نہ جا نزدیک تو
یہ محبت کے ہین دشمن زشت خو

اس سے واقف و اصل محبوب ہے
یعنے الفت سے نہ جو محجوب ہے

ہو اگر تو خار الفت سے ہو گل
ہو اگر سرکہ تو الفت سے ہو مل

از محبت نار نوری میشود
از محبت دیو حوری میشود

یعنے پڑھو تو یہ حدیث مصطفا
وصل حق تجکو ہو جب ای باخدا

یہ نہیں تاثیر الفت کے سقر
بلکہ جانین عین الفت کو شکر

کیا محبت یعنے ہے کان نمک
جو گرا اسمین ہوا جان نمک

سو وہی لکھتے ہین کیا شیرین سخن
دور سننے سے ہو تلخی از دہن

اسکو حاصل کرکے چل تو یہ طریق
جب تو ہووے بحر الفت مین غریق

حدیث شریف مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ

یعنے دل سے سن عرف پر کر عمل
جب جاوینگے دل سے سب خلل

دربیان امراض باطن کہ چہار اند و مہلک طالب حق اند

چار ہین امراض باطن بس عظیم
بیشتر انکی دوا کر ای سلیم

حدیث شریف لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ قَلْبُهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

اولا ہے کبر یا دیگر ہے ریا
سخت یہ چارون ہین ہا ہو ای فتا

یہ شریعت مین ہین چارون بس حرام
نزد حق یہ مثل خمر ای نیکنام

کیونکہ یہ ہے کبر وصف ذوالجلال
غیر کو لازم ہے کب ای خوشخصال

دیکھ کیا لکھتے ہین مولانائے روم
واقف ہر رمز دانائے علوم

تیسرے ہے کینہ چوتھے حرص وار
ایسے پیدا اور ہوون ہی بانیاگر

مرتکب اسکا اگر ہے پارسا
وہ نہیں ہے پارسا نزد خدا

بلکہ یہ ہے سری ظاہر بسیر
لیک ظاہر مین نہین اس سے خبر

کمتر از کم شو اگر داری خبر
این طریق کاملانست ای پسر

دربیان دواے امراض مذکورہ یعنی تکبر وغیرہ

گوش دل سے سن حدیث مصطفا
ہے یہی امراض باطن کی دوا

کیا ہے وہ پیدا ہے جس سے تو دنی
دیکھ وہ ہے قطرۂ آب منی

وان غذا ہے حیض خون کی روز و شب
پرورش جس سے ہوا تو باادب

باوجود اس اصل کے تو دمبدم
نفس پر کرتا ہے کیون اپنے ستم

یعنے دنیا سے تو جاوے جب گذر
دفن ہو گا قبر مین گھر چھوڑ کر

یعنے کر تو اصل پر اپنے خیال
تاکہ ہووے دور کبر ای خوشخصال

صلب والد سے رحم مین تو گیا
نطفۂ خون وان بنا تو بے حیا

بول کے مخرج سے آیا پھر نکل
اصل تیری دیکھ یہ ہے ای دغل

یہ تو تیری ابتدا کا تھا بیان
انتہا سن لے ذرا او بدگمان

یہ ندا ہو آسمان سے آشکار
قبر مین تنہا چلا ای نابکار

وہ کہاں ہی سیم و زر ای بے شعور ‏ جس سے دنیا میں تو کرتا تھا غرور
تجکو چھوڑا سب نے تو بھی سبکو چھوڑ ‏ کیوں چلا تنہا سبھوں سے دل کو توڑ
کیا تو لایا روشنی میرے لیے ‏ کیا بچھاؤں فرش میں تیرے لیے
کیونکہ یہ تاریک تر ہی تیرا گھر ‏ سانپ بچھو کا یہاں از بس خطر
کہکے یہ پھر قبر دکھلاویگی جوش ‏ تو تو کیا اڑ جائینگے دو دن کے بھی ہوش
یعنے آوے قبر کو جس دم سے عال ‏ اصل تیری دیکھ یہ ہی نابکار
علم یہ دیگا وہ رب العالمین ‏ دے حرارت سے جلا اسکو زمین
کیونکہ وہ کہتے تھے ہمسے روز و شب ‏ اسکو کرتے آج ہوتا فضل رب
رحم کر مجپر ذرا اے بہر خدا ‏ گو کہ مدت سے ہوں میں تجھسے جدا
کیا نسبت مجھسے تجکو ای بشر ‏ مصطفا تجھمیں تو ہی سر بسر
ہی تنفر سبکو تجھسے اس گھڑی ‏ ایسی نکلی تن سے تیرے بو سڑی
یعنے کرتا من عرف پر گر عمل ‏ اصل میں تیرے نہوتا کچھ خلل
دوستی گر خاک سے کرتا بسر ‏ آج ہوتا پائیہ تو شمس و قمر
یہ دعا کرتے تھے دیکھو مصطفا ‏ یعنے مسکینوں میں رکھ مجکو خدا
یعنے مسکینوں سے ہوتا ہمنشیں

وہ کہاں فرزند و زن تیرے انیس ‏ جسکی خاطر ہمسے تھا تو بے خبر
سنکے یہ آواز اٹھ جاوینگے ہوش ‏ قبر جب تجھسے کہے کیوں ہی خموش
کوئی یاں لایا ہی تو اپنا رفیق ‏ جو کہ ہووے حال پر تیرے شفیق
یاں بلا میں سخت ہیں لاکھوں ہزار ‏ کسکی طاقت جو کرے انکی شمار
بعد اسکے پھر سڑے تیرا بدن ‏ بوے بد ایسی ہو ظاہر جان من
پھر کہیگی قبر حق سے یوں دعا ‏ تنگ تر ہوں اسکی تو ای خدا
سنکے یہ حکم خدا ای بے نصیب ‏ یاد آوینگے تجھے وہ سب طبیب
ہو گئے عاجز قبر سے ای نازنین ‏ یوں کہے ہوں جنس تیری یا ...
ہو مخاطب پھر کہے اس بے تمیز ‏ تو نہیں ہی جنس میری یا ...
جانتا تھا اصل گر تو خاک کو ‏ خاک میں آیا تو کیوں نایاں ...
وان سمجھا آپکو تو خاکسار ‏ پلنگ سمجھے کچھ ہوا ای نابکار
وان تو تیرا جسم تھا افلاک پر ‏ کب تو سنتا تھا نصیحت خاک پر
یعنے بنتا خاکساروں سے عزیز ‏ اصل سے ہوتی تجھے جب کچھ تمیز
وہ تو شاہ انبیا ای بیخبر ‏ لیک یہ تجکو ہدایت ہی بسیر
تا نہ بھولے اصل کو ای نازنین

حدیث شریف موتوا قبل ان تموتوا

خاک ہو تو خاک ہو سے عزیز ‏ جب تجھے ہو اصل اپنے سے تمیز
خو نہیں ہی خاکسار ای خوبرو ‏ دیو ہی انسان نہیں وہ زشتخو
خاکساری مخزن الاسرار ہی ‏ خاکساری مطلع الانوار ہی
خاکساری سے ہوا پیر الکمال ‏ جس سے دیکھے تو جمال ذوالجلال
دیکھو فرماتے ہیں کیا وہ با ادب ‏ یعنی حضرت مولوی عالی نسب
خاکساری سے ہو مقبول خدا ‏ ہو تکبر سے تو مغضوب ای فتا
گشت آدم مقبل از مستغفری ‏ دیو ملعون گشت از مستکبری

دیکھو تو یہ اصل جب پر یہ غرور ‏ فوق ہی شیطان سے تجکو بالقصور
خاکساری شعشہ رحمان ہی ‏ بس تکبر ظلمت شیطان ہی
خاکساری بیخ ایمان ہی اجی ‏ کبر بیخ کفر ہی ای نیکدان
خاکساری کا ہی کیا ثمرہ عجیب ‏ پھول حد تاب سے نکلے ای حبیب
در بہاراں کی شود سرسبز سنگ ‏ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
دیکھ فرماتے ہیں کیا شیخوں کے شاہ ‏ گوش دل سے سن فدا ای رو سیاہ
عاجزا کر ختم اب کر ومنی ‏ تیری کب سنتے ہیں وہ دیو دنی

در بیان سبب کبر کہ شش اند و معالجہ آن

چھ سبب ہیں کبر کے ای با خبر ‏ شرح اسکی گوش دل سے سن ذرا
مال و علم و زہد و تقوی و نسب ‏ حسن و قوت کہ کہے ہیں یہ سبب

یہ تو سب گل لیک اسمین کہ خار — خار کو کر دور گل سے ذی شعار
سن مفصل حال دنیا کا بیان — نیک و بد اسکا ہو تجھ پہ تا عیان
یہی دنیا جیفہ اور زشت و پلید — یعنی ہے یہ فضلہ خوان یزید
کیا ہی دنیا مار افعی ای پسر — زہر سے اسکے نہیں بچتا بشر
بلکہ بدتر مار سے بھی ای سعید — جان و ایمان کو ڈسے ہی یہ پلید
لیک افسون اسکا جسکو یاد ہی — حال دنیا سے فقط وہ شاد ہی
ورنہ اسنے کر دیے لاکھوں بشر — یعنی غارت مثل فرعون ای پسر
ہو گیا شداد و نمرود لعین — حق سے سنکر اسکے باعث بالیقین

حدیث شریف الدنیا ملعونۃ وما فیہا ملعونۃ الا بذکر اللہ

اسلیے حضرت نے دی سبکو خبر — یعنی یہ دنیا ہی ملعون سربسر
جو کہ اسکے بیچ مین ہی ای فتا — وہ بھی ہی ملعون دین مین برملا
دیکھ تو یہ مولوی نے ای پسر — کیا لکھا ہی دین سے ہو کر باخبر
اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زق زق و در بق بق اند
اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین — لعنت اللہ علیہم اجمعین
سب خطاؤن کی یہ سر ہی ای جوان — یہ حدیث مصطفے ہی بیگمان
کر گیا کچھ فخر اسیر ای پسر — تو ہی بدتر خر سے احمق سربسر
کیونکہ ملعون جسکو فرماوین نبی — فخر اسیر تو کرے دیوونی

حدیث شریف الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

اسکا طالب ہے سگ بفرمان رسول — میرا کہنا کب تجھے ہوگا قبول
عجز کر جتنا کہ تجھسے ہو سکے — اب کھو جتنا کہ اسکو کھو سکے
دیکھیو یہ مولوی شیرین سخن — جابجا لکھتے ہیں کیا ای سگ کہن
کمتر از کم شو اگر داری خبر — این طریق کاملان ست ای پسر

در بیان حقیقت دنیا و بے ثباتی آن

کیا ہی دنیا یعنی ہی باغ خزان — تو ہی بلبل کی نمط ای بدگمان
اسکے طالب مثل بلبل نالہ زن — قبر سے کہتے اٹھینگے یہ سخن
ترک دنیا کر ای فخر جہان — تا کہ یاد وے فخر سے اپنے نشان
ترک دنیا کن کہ تا دینت بود — آن بدہ آنچ ست تا انیت بعد
دوست اسکا دشمن اپنی جان کا — بلکہ دشمن جان اور ایمان کا
مولوی نے کیا لکھا ہی یہ سخن — دیکھ تو بہتر ہی از در عدن
ہیچ گنجی بے دد و بے دام نیست — خبر بخلوتگاہ حق آرام نیست
ترک دنیا ہی طریق مصطفا — اس سے غافل کیوں ہی تو ای بیحیا
ہو دے جس سنت سے دنیا مین خلل — یا مشقت ہو کچھ اسمین ای دغل
گر کہے تجھسے کوئی کر یہ سخن — دشمن جان اسکا ہوا ای سگ کہن

خندہ گل کی طرح اسکو ثبات — بلکہ کمتر اس سے بھی ای نیک ذات
گر دولت آگہ ز معنی آمدہ ست — کار دنیت ترک دنیا آمدہ ست
جب تلک یہ ہی نہیں دین کا اثر — مولوی کے قول پر کر تو نظر
اسکی عزت عین ذلت ای جوان — اسکی ذلت عین عزت بیگمان
ترک مین راحت ہی اسکے ای پسر — اسکی الفت مین بلا ہی سربسر
حاصل دنیا ہمین و رد سر ست — ہر کہ غافل شد ازین گاو خر ست
ترک دنیا کن کہ تا سلطان شوی — ورنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی
جس سے رغبت نفس کو ای بد دہن — وہ ادا کی جان سے تو بے سخن
یا کہ جانیں اس سے تجکو سب حقیر — یا کہ جانیں اس سے تجکو سب فقیر

حدیث شریف من ترک سنتی فلیس منی

جسنے چاہا دل سے سنت کو بڑا — وہ ہوا حضرت کی امت سے جدا
ترک کر دنیا کو تا ہووے ادا — مولوی نے دیکھ تو کیا لکھا

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں — این خیال است ومحال است وجنون
جبکہ بھیجے ہیں حق نے انبیا — سب نے فرمایا ہے دنیا کو برا
باوجود اسکے تو اے زشت پلید — جانتا ہے دل سے دنیا کو سعید
بار اسے عاشقانہ پشت پا — گر تجھے ہے دل سے حب مصطفا
قبر عاشق سے اٹھیگی یہ ندا — مولوی نے مثنوی میں یون لکھا
ترک دنیا ہے سنت مصطفا — عاشقان کردند این سنت ادا
اے برادر ترک دنیا پیشہ کن — سعد و شقی اگر خدا اندیشہ کن
جانتا ہے کیا ہے دنیا اے پسر — جو کہ تجکو کردے حق سے دورتر
الذی کو دیکھ لے قرآن میں — اہل دنیا کی لکھا ہے شان میں
سو ہنر گر دل میں رکھتا ہے عزیز — ہے دنیا تجکو کردے بے تمیز
نقش دل کر مولوی کا یہ سخن — جب تو ہو دنیا سے واقف جان من
چیست دنیا ولباس مثنوی — از خدا غافل شدن اے مولوی

در بیان فضیلت ذکر و ذکر کنندہ و مذہب اہل غفلت

علم پڑھ کر حق سے غافل جو بشر — وہ سگ دنیا سے دون ہے اے پسر
کیونکہ شیطان ساتھ اسکے ہمنشین — جو کہ غافل حق سے ہو اے مرد دین
دیکھ نے مجرے کو تو اے بیخبر — یہ حدیث مصطفے ہے معتبر
جب تلک آ سکی نہیں کرتا دوا — سب میں ناقص علم ہے اے فتا
علم سے ہے غرض اے بے بصر — شر سے اسکے تا ہو انسان باخبر
جو کہ اسکے شر سے غافل اے جوان — گر ہو عالم پروہ جاہل بیگمان

قولہ تعالے من شر الوسواس الخناس

تو ہے مومن شر کو ڈر اے مرد سلیم — دیکھ فرماتا ہے یہ رب عظیم
یعنے ہے خناس تیری گھات میں — اور چھپا رہتا ہے تیری ذات میں
ہوئے خیال ہے یہ دل میں ہوشیار — جنکا یاد حق اور جسے ذکر شعار
دل جو خالی یاد حق سے اے جوان — خانہ شیطان ہے وہ دل بیگمان
پرحذر رہنا غافلوں سے اے پسر — دشمن ذاکر ہے یہ سب سربسر
صحبت غافل تجھے غافل کرے — صحبت شاغل تجھے شاغل کرے
جو ہے غافل وہ ہے مردہ اے اخوان — جو ہے شاغل وہ ہے زندہ بیگمان
وہ مرا ہے دوست شیطان سے حرام — یہ ہے زندہ تام حق سے اے کرام
یاد حق سے گر ہے غافل اے جوان — زندگی ہے موت تیری بیگمان
بلکہ بدتر موت سے یہ زندگی — کیونکہ حاصل اس سے ہے شرمندگی
یاد کر تو یاد کر تو یاد کر — غفلت اپنی یاد سے آزاد کر
اک نفس بیجا یاد گر جاوے جوان — ہے بتر سو موت سے وہ بیگمان
دیکھ فرماتے ہیں یہ اکبر مولوی — مثنوی میں اسطرح ہے اے اخی
غفلت از یکدم بیکن زمان صد مرگ دان — زندگی یاد دوست نزد عارفان
لیک جو ہیں گمرہ کر ہو خود پسند — وہ ہیں غافل ذکر حق سے مستمند
ورنہ ذاکر ہیں زمین وآسمان — دمبدم ہیں ذکر سے تر زبان
لیک سنتے ہیں انھوں سے اہل دل — وہ نہیں سنتے جو ہیں آب و گل
دیکھ فرماتے ہیں کیا وہ اہل ذوق — ذکر سے حاصل ہے جنکے دلکو ذوق
حق چھپا شد یاد آن دلہا کہ پاک — کی بیاید در دل او ہر مشت خاک
این جہان و آن جہان فانی بود — غیر یادش حیلہ نادانی بود
سب عبادتوں سے بہتر ذکر حق — پھر حدیث مصطفے سے پڑھ سبق
پھر کیا لکھتے ہیں وہ اے نیک نام — جو کہ گزرے دین میں عالیمقام
یاد او سرمایۂ ایمان بود — ہر گرا از یاد او سلطان بود
چیست سلطانی او درویشی ہمان — یاد آن جان آفرین انس جان
یاد او گر مونس جانت بود — ہر دو عالم زیر فرمانت بود

در بیان مذمت کسانیکہ اہل ذکر را بحقارت بینند

دی فضیلت حق نے ذاکر کو تمام	یہ حدیث مصطفےٰ ہی نیکنام	جو حقارت سے کرے اُنپر نظر	وہ ہی شیطان شکل انسان بسر

قولہ تعالیٰ و اخوانہم یمدونہم فی الغی ثم لا یقصرون

کیونکہ دشمن ذاکرون کا وہ لعین	یہ بھی ہی اُسکا برادر بالیقین	گر نہیں اُسکا برادر یہ بشر	دشمن ذاکر ہی کیون پھیر یہ تیر
طالبان ہرگز نگر انپر نظر	مدح و ذم انکے ہین دونون ضرر	مدح تیری خود کرے وہ ذوالجلال	انبیا بھی سب کرین ای خوش خصال
اولیا سب کرتے ہین یہ التجا	مولوی یہ دل سے دیتے ہین ندا	ہر کسے کو مائل یاد خدا است	خاک راہش توتیاے چشم ماست
انبیا کرتے ہین غبطہ ای پسر	رتبہ ذاکر سے سُن تو یہ خبر	جستجو کرتے ہین اُنکی سب ملک	ذاکرون کی بزم مین ہر فلک
ہمنشین انکا نہین ہوتا شقی	ہر شقی ہی اُنکا منکر ای تقی	مولوی فرماتے ہین جو دلون کا حال	گوش دل سے سُن فدا ای خوش خصال
ہان ہان ترک حسد کن با شہان	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان	ہر کہ با ایشان نشیند یکدمے	روز فردا او کجا دارد غمے
عمر ہا خواہان این دولت شدند	سالہا مشتاق این صحبت شدند	صحبت نیکان اگر یابی نصیب	دولت جاوید یابی ای حبیب
صحبت شان خاک را اکسیر کرد	لطف شان مر رہروی تاثیر کرد	سبز میسازند چوب خشک را	بوے ہی بخشند رنگ مشک را
جملہ اشراف اند در ذات و صفات	طالب ذات اند یا ہم عین ذات	ذاکران حق کا یہ ہی مرتبہ	معصیت نیکی سے بدلے ہی خدا

قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون

خود خدا کرتا ہی ذکر ذاکران	جسطرح کرتے ہین ذاکر ای جوان	ذاکرون کے ساتھ رب ذوالجلال	یہ ہی رتبہ دیکھ تو ای باکمال
شمس کی ہی روشنی ای خاک پر	ذاکرون کی روشنی افلاک پر	ذکر حق سے یہ فضیلت ای پسر	مولوی کے قول پر کر تو نظر
	بس ستون رکنہا ست اندر یاد او	یاد او کن یاد او کن یاد او	

قولہ تعالیٰ الذین آمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

مطمئن ہی یہ ذرا دل سے جو ذاکر	یہ حقیقت ذاکرون کی ہی عیان	رنج راحت گر ہی ہوا ای پسر	ماسوا اسکے ہی دنیا سربسر

قولہ تعالیٰ ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰہم فی البر والبحر ورزقنٰہم من الطیبٰت وفضلنٰہم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا

لفظ کرمنا کو پڑھ ای خوبرو	کیون بنا جاتا ہی خود تو زشت خو	تو تو وہ شہباز ہی سدرہ نشین	آشیانہ ہی ترا عرش برین
دیتے ہین تجھکو صفیر ہر فلک	ڈھونڈتے پھرتے ہین تجھکو ملک	خاک کے تو دام مین ایسا پھنسا	دیکھ کر شیطان بہت تجھپر ہنسا
کیا ہوا وہ رتبہ ای ابن البشر	جس سے تھے مخلوق سب زیر و زبر	تیرے تھے قربان سب ہی خاص و عام	کیون بنا آکر کے تو انکا غلام
عزت انسان نہین تجھمین ذرا	دیکھ تو یہ مولوی نے کیا لکھا	اسپ ہمت سوے آخر تاختے	آدم مسجود را نشناختے
باپ کے تیرے فرشتے سر نگون	تا خلف ہوتا ہی تو کیون ای حرون	تو نہین ہی آب آتش ای جوان	تو نہین ہی باد و خاک ای نیکدان
تو ہی بس اک امر حق ای ذی سیر	ایک عنصر کے ہی باعث پیچ پر	خود کو بھولا خاک جلا ذات کو	گرد باد ان سے سیہ ان رات کو
دیکھ تو ہی ہی گدا تو ہی ہی شاہ	دیکھ تو ہی ہی سرخ نور تو ہی سیاہ	دیکھ تو فرعون تو ہی منصور ہی	تو ہی مغضوب اور تو ہی مغفور ہی

توہی دشمن توہی اپنا دوست ہی ۔ توہی اپنا مغز توہی پوست ہی ۔ خود تو عاشق خود توہی محبوب ہی ۔ خود تو ظاہر خود توہی محجوب ہی

تو کبیر و تو صغیر و تو امیر ۔ توہی دانا توہی نادان تو فقیر ۔ ایک ہی تو ایک ہی تو ایک ہی ۔ پر نرالا تیرا ہر جا بھیک ہی

بھیک کے باعث ہی خود تو ای عزیز ۔ اصل سے اپنے ہوا تو بے تمیز ۔ خود سے غافل ہی یہ سر ہی ۔ لاکھوں ہی سنگ آپ سے تو دور ہی

جسکو جانے ہی وہ ہی خاک پلید ۔ اس سے نسبت کچھ نہیں تجکو سعید ۔ وہ سر ہر خاک ہی خاک کثیف ۔ تو سر نور ہی نور لطیف

مولوی نے یہ لکھا باز ور شور ۔ سنکے دام خاک سے تو دے توڑ ۔ قطرۂ نوری سراپا نور باش ۔ بگذر از غم دایما مسرور باش

اصل تیری دیکھ یہ عالی نژاد ۔ جا بجا فرماتا ہی رب العباد

قولہ تعالی فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ
اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ قَالَ یَا اِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ
لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ
وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

مین نے انسان کو بنایا ہاتھ سے ۔ روح پھونکی اسمین اپنی ذات سے ۔ اسکے ساجد ہین ملک سب جا بجا ۔ فخر اسکو ایسا ہی ای نیکنام

خاک کا ایسا کہان رتبہ بھلا ۔ ہون ملائک جسکے ساجد ای فتا ۔ گر نہین یہ نور حق نور آگہ ۔ منکر اسکا پھر ہی کیون وہ روسیاہ

بھید اسکا جس نے پایا ای حبیب ۔ نور وحدت سے ہوا وہ با نصیب ۔ دیکھ فرماتا ہی وہ رب عظیم ۔ از زبان مصطفی سن ای سلیم

حدیث قدسی الانسان سرّی وانا سرّہ

بھید اسکا حق ہی یہ ہی بھید حق ۔ پڑہ کسی عارف سے جاکر یہ سبق ۔ جو نظر آتا ہی تجکو ای پسر ۔ توہی ہی لیکن ہی اعمی اسقدر

خوب سے جب بے خبر ہو ای سعید ۔ حق کا کیا جانے تو پھر ہی بعید

دربیان کلام سلطان صوفی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ در شناختن خود

بایزید پارسا کا سن سخن ۔ جب تو واقف حق سے ہوئے انجمن ۔ تو بہ معنی جان جملہ عالمے ۔ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

تو بمعنے برتری از انس و جان ۔ ہر چہ بینی خود توئی بنگر بدان ۔ در حقیقت خود توئی ام الکتاب ۔ خود ز خود آیات حق را باز یاب

صورت نقش الٰہی خود توئی ۔ عارف مرشد کہا ہی خود توئی ۔ از کمال قدرتش آیت بیشکے ۔ کو دو عالم را نماید در یکے

نقش آدم را رقم نوعے زند ۔ تو دو عالم را ازو پنہان کند ۔ لیک اتنا یاد رکھ عالی گہر ۔ فہم انسان اسمین قاصر سربسر

روح کو کرتی ہے اپنے تو جدا ۔ جب تجھے ہو فہم اسکا ای فتا ۔ گر کوئی دیدہ کرے اسکا بیان ۔ راست ہی اسکا بیان ای بدگمان

ہووے تقلیدی بیان جسکا بسر ۔ وہ ہی رہزن راہ حق کا سربسر ۔ کیونکہ یان ہی دیدنی ناگفتنی ۔ گفتنی ہی کفر ایمان دیدنی

دیدنی ہے جو ہو منکر مرد دین ۔ وہ طریقت سے ہی اعمی بالیقین ۔ جو کرے دیکھے کرے اسکا بیان ۔ وہ شریعت سے ہی نادان بیگمان

جب شریعت سے جادے نکل ۔ پھر کہان حاصل طریقت ای دغل ۔ پوچھ اسکو جا کسی بینا سے بس ۔ گر ہی دلمین تو سمجھنے کی کچھ ہوس

دیکھو فرماتے ہین یہ شیخ جہان | یعنی قطبون کے جو مرشد بیگمان
یہ ہوا تیری حقیقت کا بیان | لیک حق اس سے منزہ بیگمان
لیک اُسکو جسنے پوچھا ای پسر | وہ ہوا عارف خدا کا سربسر
قرب حق جسکو ملا اس سے ملا | جو جدا اُس سے وہ حق سے ہی جدا
جسنے پوچھا آپ کو ای نیکدان | اُسنے پوچھا حق کو بیشک بیگمان
یہ تو کرتب گر کرے ای ذی شعور | خود سے خالی ہو گئے خود ہو خود دور
تیغ لا در قتل غیر حق براند | در نگر کہ بعد لا آخر چہ ماند

اگر ہمی خواہی کہ یابی این نشان | سر بسر خاک پای کاملان
کیونکہ اسکی ذات ہی ازبس لطیف | وہ ہی خالق ہے یہی مخلوق کثیف
کیونکہ اسکو حق سے ہی اک واسطہ | پر نہ حاصل ہو تجھے بے رابطہ
اس حدیث مصطفے پر کر نظر | بھید اسکا جب کھلے ای بیخبر
جب تلک خود کو نہ بوجھے ای فنا | لا کہو بت دل ہین پر بلا
جب ہوا تو دور کیا باقی رہا | کر نظر اس قول پر ای باخدا
عشق و عاشق نظم کشتن تمام | تا ہمہ معشوق ماند و السلام

خاتمہ مثنوی بدعا مقبول

ای خدا دے دو جہان بہر رسول | یہ دعا عاجز کی حق سے کی قبول
سو سنون کو مثنوی یہ ہو قبول | از طفیل آل و اصحاب رسول
کر چکا اب مثنوی عاجز تمام | یعنی اسکو جو پڑھے بہر خدا
طالبو دل سے پڑھو اسکو مدام | درد دل حاصل ہو اسکو مطلقا

تمام شد

فائدہ مصنف قدس اللہ سرہ العزیز سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب مین فرمایا کہ تو کچھ بیان کرتا کہ طالبون کو اس راہ کے اُس سے فائدے حاصل ہون پس بموجب حکم کے مصنف نے یہ مثنوی تصنیف کی اور اس سے اسکی مقبولیت کا یقین کامل ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلیات من تصنیف جناب حضرت و قبلہ محمد عبد الصمد صاحب قدس سرہ

غزل

وہ ہین شاہ دو عالم جو غلامان محمد ہین
اُنھون سے انبیا کو رشک صدیقون کو حسرت ہی
اُتر کے عرش سے آئین فرشتے جو مقرب ہین
خدا کے ماسوا جو ہی صفت اوصاف احمد ہین

وہ بہتر ہین شہیدون سے جو قربان محمد ہین
جو تھامین صرف ہاتھون سے وہ دامان محمد ہین
برائے پای بوس اُنکے جو دربان محمد ہین
یہی کلمے کہو دل سے کہ شایان محمد ہین

نہ بھائین پھول جنت کے جو بہتر ہین اُنھین عاجز
جو دیکھین آنکھ سے خار گلستان محمد ہین

دیکھو تو ذرا رتبہ والاے محمد | سرتاج ہی ہر دین کی کف پاے محمد

گیا فخر زمین کو کہ نہین عرش برین کو
لوٹے ہین سدا خاک پہ شیدا ے محمد

تعظیم کرین حور و ملک جن و بشر سب
جس دل کو میسر ہو تولا ے محمد

صد کوہکن و قیس ہوے رشک سے آنکھے
رکھتے ہین ذرا دل مین جو سودا ے محمد

عاجز مہ و خورشید ہون محجوب فلک پہ
نعلین کف پا کو جو دکھلاے محمد

غزل

زمین پر جو غلام شاہ دین ہی
وہی فرمان دہ عرش برین ہی

زبان جز و کل پر یہ صدا ہی
کہ احمد رحمۃ للعالمین ہی

یہان جو عاشق احمد ہی بیشک
وہی معشوق رب العالمین ہی

ملائک سر کے بھل آتے ہین اُس جا
جہانپر ذکر ختم المرسلین ہی

جو مومن ہی اُسے ہی اُنسے الفت
نہین اُسکو جو مردود و لعین ہی

ہوا جو خاکپاے آل و اصحاب
وہ بیشک ہمسر روح الامین ہی

در احمد کا عاجز جو گدا ہی
شہنشاہون کا شہ وہ بالیقین ہی

غزل

ہمین یار سے وصل کی آرزو ہی
شب و روز دل کو یہی جستجو ہی

ہر اک گل مین اُسکا نشان پایا ہمنے
اُسی کی یہ رنگت اُسی کی یہ بو ہی

نہین بھاتی ہین مجھکو باتین کسی کی
سُنی جبسے اُس یار کی گفتگو ہی

ہماری یہ ہستی ہی تیرا ہی پردہ
اگر نیست یہ ہو تو پھر تو ہی تو ہی

یہ ہی راز مخفی نہ کہنا تو عاجز
نہ یہ ہی نہ وہ ہی نہ مین ہون نہ تو ہی

غزل

یار کی استان پر فدا ہین ہم
کبھی واصل کبھی جدا ہین ہم

ہیسے اکسیر کو ہی نسبت کیا
آل احمد کے خاک پا ہین ہم

عشق مین یار کے جو ہو بیخود
اُسی بیخود کے آشنا ہین ہم

اپنی ہستی فنا جو اسمین ہو — حق کی سوگند پھر بقا ہین ہم
زاہد وہمسے دیکھیو بچنا — کیونکہ رندون کے پیشوا ہین ہم
چشم دل کھول کر ہمین دیکھو — کہین شہ ہین کہین گدا ہین ہم

اسقدر محو ہو گئے عاجز
یہ نہین جانتے کہ کیا ہین ہم

غزل

اگر دل خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو جاوے — کرے جسپر نظر وہ صاحب اسرار ہو جاوے
کرے ہی میکشو نسے سرکشی کسواسطے زاہد — توجہ گر کرین تجھپر ابھی میخوار ہو جاوے
وہ بلبل ہین نہین ہمکو تمنا گل سے ملنے کی — نظر گر خار پر ڈالین تو وہ گلزار ہو جاوے
ہوس آنکھ مین مل خاک پا اُس شاہ خوبان کی — جدھر دیکھے اُدھر اکسیر کا انبار ہو جاوے
اگر یاد مین نہ جنت مین صنم دل شاد کیونکر ہو — ہمارے واسطے بے یار جنت نار ہو جاوے

عبث مفلس ہی عاجز دیکھ جا دندان جانان کو
ابھی یہ چشم تیری دیکھ گوہر بار ہو جاوے

فرد

ہم نہین کم ظرف ایسے جو بکین دیوانہ وار — خم کے خم پیجاتے ہین رہتے ہین لیکن ہوشیار

تضمین حضرت عبد الصمد صاحب قدس سرہ بر مطلع قدسی

شب معراج مین آتی تھی فلک سے یہ ندا — دیکھو آتا ہی زمین سے عجب اک نور خدا
شعلۂ نور ہی ایسا کہ نہ دیکھا نہ سُنا — جسنے دیکھا ہین وہ طور نمط ہو کے جلا
حسن معنی مین وہ ایسا ہی کہ حاشا کلاّ — حُسنِ یوسف بھی حیا سے نہین دیکھے یہ ذرا
ورد دیوار سے پڑھتے ہین وہ ہو ہو کے فدا — جسطرف دیکھو اُدھر سے یہی آتی ہی صدا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

عرش پہ دھوم ہوئی آتا ہی وہ شاہنشاہ — جسکے خدام ملائک ہین زہے شوکت و جاہ
دیکھیو حسن خداداد پہ کرنا نہ نگاہ — ورنہ جل جاؤگے جسطرح سے جلتی ہی گیاہ
کیونکہ یہ نور ہی وہ جسکو کہین نور اللہ — مقتبس جسکا ہی ہر ایک نبی شام و پگاہ

لبِ جان بخش پہ پڑتے ہی نگہ سے ناگاہ ۔۔۔ ہو کے بیتاب یہ عیسےٰ نے کہا کھینچکے آہ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریں بھی رقص کناں کہتی تھیں ای شاہ امم ۔۔۔ دید تیری نہیں ہی دید خدا سے کچھ کم
وہی جلوہ ہی وہی نور وہی فیض اتم ۔۔۔ ہی منور یہ ترے نور سے سارا عالم
آپ تشریف جو لایا کریں یاں پر پیہم ۔۔۔ فرش آنکھوں کا بچھایا کریں ہم سب باہم
اُسپہ بٹھلایا کریں آپکو اور چومیں قدم ۔۔۔ روبرو آپکے انکو پڑھیں باشوق اتم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کہیں آدم کہیں حوا کہیں تھے اسرائیل ۔۔۔ محوِ وحدت کی لگاتے تھے کہیں خضر سبیل
کہیں کرتی تھیں قدمبوسی کو حوریں تعجیل ۔۔۔ کہیں پڑھتے تھے کھڑے صلِ علےٰ اسمعیل
کہیں یوسف کہیں ادریس کہیں عزرائیل ۔۔۔ کہیں مشتاق کھڑے دید کے روتے تھے خلیل
وجد میں آکے لگے کہنے وہاں پر جبریلؑ ۔۔۔ صور میں پھونک دو اس بیت کو اے اسرافیل

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ سے ہوکے جدا جب وہ چلے بہرِ وصال ۔۔۔ نورِ وحدت سے صدا آئی کہ اے میرے جمال
انبیا سنکے یہ کہنے لگے ای ظلِ جلال ۔۔۔ عقدہ یہ ہمپہ کھلا جو ترے سب وہم و خیال
فخر سری و انا سے تو مشرف بہ کمال ۔۔۔ غور کر دیکھا نہیں کوئی ترا مثل و مثال
عاجز اغیر سے کر اسمیں نہ تو بحث و جدال ۔۔۔ روز و شب دل سے پڑھا کر اسے بے قیل و قال

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

قطعۂ تاریخ طبع از سید فضل حق صاحب ساکن اٹروالی شاہ آلم خلیفہ و مرید حضرت محمد وکیہ اسم فرا تشریف کند ست

آشنائے بحرِ عرفان مخزنِ فضل و کرم ۔۔۔ حضرت عبد الصمد کشّافِ اسرارِ قدم
ہادی راہِ طریقت آفتابِ معرفت ۔۔۔ مظہرِ نورِ حقیقت مصدرِ فیضِ اتم
جوہرِ تیغِ شجاعت مجمعِ علم و حیا ۔۔۔ معدنِ جود و سخاوت صاحبِ سیف و قلم

نقشبند و صاحب ارشاد در ہر سلسلہ
روز یکشنبہ بتاریخ سوم وقت زوال
در فراق صوری آن قدوۂ اہل وفا
بہر تاریخش سر ہاتف فرو گردید و گفت

داشت نسبت با جناب نامدار محترم
در محرم شد ازین دار فنا سوے ارم
بود طالب ہر یکے در رنج و اندوہ و الم
کعبۂ اہل طریقت قبلۂ اہل کرم
۱۲۸۰ھ

خاتمۃ الطبع

ہر دم خدا کا شکر ہے کہ اُسکی عنایات نامتناہی سے ایک مثنوی عمدہ ولاجواب مع غزلیات نادرہ کہ مذاق تصوف میں یہ کلام بیشبہا ہے جسمین صاف صاف بیان وحدت کا اور تعلیم درس دل اور خالی کرنا دل کا وساوس شیطانی سے اور بیان نماز کاملین کا اور ترجیح نماز اہل باطن کی نماز اہل ظاہر پر اور صفت مجذوب اور بیان اقسام جذب و بیان پیر کامل طریقت و اقسام سالکین کے مشرح لکھے ہین اسکا نام تحفۃ العاشقین ہے تصنیف عارف کامل حقیقت کیش معرفت اندیش قدوۂ عارفین زبدۂ کاملین ہادی مراحل طریقت واقف جادۂ شریعت مقبول بارگاہ یزدان حضرت محمد عبد الصمد المعروف بہ شاہ رحمت خان قدس سرہ سے مطبع منشی نولکشور مین بماہ مئی سنہ ۱۸۹۰ء عیسوی موافق ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۷ ہجری کے بار چہارم زنگ انطباع سے مزین اور آراستہ ہوئی خداوند عالم مقبول عالم کرے
آمین ثم آمین